بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث القرآن

بیاد

حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان

ہفت روزہ اہلحدیث لاہور

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کا ترجمان

مسلک اہلحدیث کا داعی

جلد: 47 | ۲۰ تا ۲۶ ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ 23 تا 29 ستمبر 2016ء | شمارہ: 37

سعودی عرب ایڈیشن

بمناسبة اليوم الوطني السعودي

اليوم الوطني

لا إله إلا الله محمد رسول الله

KINGDOM of SAUDI ARABIA

23 ستمبر

مملکت سعودی عرب

قومی دن مبارک ہو!

المملكة العربية السعودية

ایک پرامن، ترقی یافتہ اسلامی فلاحی مملکت!

شاہ عبدالعزیز

بن عبدالرحمن آل سعود رحمہ اللہ

اسلاف کی تابندہ روایات

کے امین اور انصاف پرور حکمران!

قرآن و سنت کی روشنی میں

نذر کا پورا کرنا.....؟!

قسم اور اس کا کفارہ.....؟!

موبائل فون کا استعمال.....؟!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

راحت یا وبال.....عمل فیصلہ کرے گا

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝﴾

''جو نیکی کرے گا وہ بھی اپنے ذاتی بھلے کے لیے اور جو برائی کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔ پھر تم کو بالآخر اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' (حاشیہ)

اللہ تعالیٰ نے انسان کے سامنے نیکی اور برائی' ہدایت اور گمراہی' اسلام اور کفر ہر دو راستے رکھ دیے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ تاریخ انسانی سے ایسے لوگوں کے انجام سے بھی پردہ اٹھا دیا کہ جو اپنی بداعمالیوں اور بدکرداری کی وجہ سے مصائب وعذاب میں مبتلاء کیے گئے اور انہیں اپنی بے راہ روی کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ راحت وسکون کے متلاشی کو یہ اصول بتا دیا کہ نیکی' بھلائی اور خیر خواہی کی راہ تمہیں سکون' جبکہ برائی' بدخواہی اور فسق وفجور کی عادت تمہارے لیے وبال جان ہوگی۔ یہ اصول راحت ووبال تذکیر انسانی کے لیے قرآن میں بار بار دہرایا گیا:

﴿اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۖ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا﴾ (الإسراء: 7)

''اگر تم اچھے کام کرو گے تو خود اپنے ہی فائدہ کے لیے' اور اگر تم نے برائیاں کیں تو بھی اپنے ہی (نقصان) کے لیے۔''

آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بالکل واضح فرما دیا کہ انسان کا ایمان' عمل صالح اور اطاعت والی زندگی کا نفع اور فائدہ خود انسان کو ہی ہے جبکہ اگر وہ اللہ کی نافرمانی والی زندگی گزارتا ہے اور اتباع نفس کی پیروی میں اللہ کی ناراضگی والے کام کرتا ہے تو پھر اسکا وبال اور نقصان بھی انسان ہی کو ہوگا۔

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ﴾ (الزمر: 41)

''آپ پر ہم نے حق کے ساتھ یہ کتاب لوگوں کی رہنمائی کے لیے نازل فرمادی ہے۔ اب جو شخص راہ راست پر آجائے تو اس میں اسکا اپنا ہی فائدہ ہے اور جو گمراہی اختیار کرے تو اس (کو جان لینا چاہیے کہ اس کی گمراہی کا) وبال بھی اسی پر ہے۔''

جبکہ اللہ رحیم کریم اس اصول کو بتلا دینے کے باوجود انسانوں کی بہت ساری بداعمالیوں سے درگزر فرماتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اگر انسان کی نافرمانی اور بداعمالی کی سزا کا سلسلہ جاری رہتا تو اب تک انسانیت ختم ہو چکی ہوتی:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝﴾

''تمہیں جو بھی مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے ہی کرتوتوں کی وجہ سے ہے۔ (اللہ تو) بہت سارے (گناہوں سے) تو درگزر کر دیتا ہے۔'' (الزمر)

قرآن نے راحت وسکون اور نقصان ووبال کے اصول کو واضح فرما دیا۔ آپ کس چیز کی چاہت رکھتے ہیں؟ یہ فیصلہ آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی حفظہ اللہ

قربانی کا جانور

[عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ، وَأَنْ لَا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ، وَلَا مُدَابَرَةٍ، وَلَا شَرْقَاءَ، وَلَا خَرْقَاءَ.] (رواه الترمذي)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم قربانی کے جانور کی آنکھیں اور کان اچھی طرح دیکھ لیا کریں اور ہم بھینگا جانور ذبح نہ کریں اور نہ ہی ایسا جانور جس کے کان آگے' پیچھے یا ایک طرف سے کاٹے ہوئے ہوں اور نہ ہی وہ جانور جس کے کانوں میں سوراخ ہوں۔'' (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے جانور کی صفات بیان فرمائیں اور ان نقائص کا ذکر فرمایا جن کی موجودگی میں جانور قربانی کے قابل نہیں ہوتا۔

لہٰذا فرمان رسول ﷺ کے مطابق قربانی کے لیے جانور خریدتے وقت اس کا ہر عضو غور سے دیکھا جائے۔ اس کے کان' آنکھیں' ٹانگیں اور سینگ خاص طور پر دیکھے جائیں۔ ایسے ہی حاملہ جانور کو ذبح نہ کیا جائے۔ دانتوں کو غور سے دیکھا جائے کہ وہ دودھ کے دانت گرا کر جوانی کے دانت نکال چکا ہے؟ اللہ کی راہ میں قربان ہونے والا جانور صحت منداور بے داغ ہونا چاہیے۔ اس کے جسم کے کسی حصہ پر کوئی زخم نہ ہو' اس کی آنکھیں درست ہوں' کانا' اندھا یا بھینگا نہ ہو۔ اس کے کانوں میں چار قسم کے عیب نہ ہوں' یعنی نہ تو کان جڑ سے کاٹے گئے ہوں اور نہ ہی کونپل سے کاٹے ہوں اور نہ ہی کانوں کے کناروں کو کاٹا ہوا ہو اور نہ ہی کانوں میں سوراخ ہوں۔

یہ وہ علامات ہیں جنہیں اکثر چرواہے اپنے جانوروں کی پہچان کے لیے قائم کرتے ہیں۔ یہ تمام علامات قربانی میں نقص شمار ہوتے ہیں۔ قربانی کے لیے منتخب جانور کمزور نہ ہو۔ اس کی ٹانگیں صحیح سالم ہوں یعنی وہ لنگڑا نہ ہو۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ وہ دودھ کے دانت گرا کر جوانی کے کم از کم دو دانت نکال چکا ہو۔ اگر وہ دو دانت والا نہیں تو قربانی کے لائق نہیں۔ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ دو دندا جانور ذبح کرتے تھے اور اپنی امت کو بھی یہی تعلیم فرمائی کہ [لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً] 'دو دندے جانور کے علاوہ کوئی جانور قربانی کے لائق نہیں۔ ہاں اگر ایسی صفات والا جانور نہ مل سکے تو کھیرا چھترا ذبح کرنے کی اجازت ہے۔

اگر کسی شخص نے قربانی کے لیے بے عیب جانور خریدا مگر بعد میں کوئی عیب واقع ہو گیا تو اس کی قربانی جائز ہے۔ اسے دوسرا جانور لینے کی ضرورت نہیں۔ حتی المقدور کوشش یہی ہونی چاہیے کہ قربانی کا جانور صحت مند' جوان اور بے عیب ہو۔

سعودی عرب..... ایک اسلامی اور فلاحی مملکت

دنیا جانتی ہے کہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء کو نقشۂ عالم پر ایک نئی اسلامی وفلاحی مملکت کا ظہور ہوا جسے "المملکة العربیة السعودیه" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے یہ ملک نجد وحجاز کے نام سے مختلف قبائل میں بٹا ہوا تھا۔ صحرائے عرب میں حجاج کرام کے قافلے لٹ جایا کرتے اور ان کی جان تک محفوظ نہ تھی۔ قبائل اپنے چھوٹے چھوٹے مسائل پر آپس میں دست بگریباں رہتے تھے۔ جب مغفور الملک عبدالعزیزؒ آل سعود نے اس نئی مملکت کی بنیاد رکھی اور اس کی عنان اقتدار اپنے ہاتھ میں لی تو اس وقت انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن ان کے عزم مصمم، خلوص نیت اور جہود وسعی میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہی اور انہوں نے یہ اعلان کیا کہ اب مملکت کا دستور اور قانون "اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ پھر چشم عالم نے دیکھا کہ بہت جلد ہی جزیرہ نمائے عرب میں امن وسکون کی صبح طلوع ہوئی۔ اس کے بعد نہ کوئی قافلۂ حجاج لوٹا گیا اور نہ ہی قبائل نے آپس میں لڑائی جھگڑے جاری رکھے۔ یہ ملک نفاذ اسلام کی برکت سے امن وسلامتی کا گہوارہ بن گیا۔ ملک عبدالعزیز آل سعودؒ کی مساعی جمیلہ، قائدانہ صلاحیتوں، اولوالعزمی اور تدبر کا کرشمہ تھا کہ مملکت سعودی عرب اپنی موجودہ شکل میں تشکیل پذیر ہوئی جس نے توحید خالص کا پرچم تھام رکھا ہے، قبر پرستی اور دیگر خود ساختہ رسمیں ختم ہو کر رہ گئی ہیں۔ اسلامی اقتدار کی حکمرانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عنایات ونوازشات کی فراوانی ہے۔

۱۹۳۸ء میں جب ملک میں تیل کے ذخائر دریافت ہوئے تو پھر یہ ملک دن دگنی رات چوگنی ترقی کرنے لگا۔ حجاز مقدس اور حرمین شریفین کے حوالہ سے سعودی عرب کو مسلمانان عالم پہلے ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے جب تیل کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہوئی تو اپنے ملک کی ترقی کے ساتھ ساتھ غیر مسلم ممالک کی امداد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ سعودی عرب نے اپنے ملک میں تعلیم کے فروغ کے لیے اپنی آمدنی یا بجٹ کا ۲۵% مختص کر رکھا ہے۔ تعلیم وتعلم کی ترقی کے لیے دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ہو جس نے اپنے بجٹ میں سے اتنا بڑا حصہ مختص کر رکھا ہو۔ پاکستان میں کبھی بھی بجٹ میں ۵% سے ۷% سے زیادہ رقم علم وآگہی کے حوالہ سے نہیں رکھی گئی۔ آج سعودی حکومت کی علم دوستی اور شاندار پالیسی کی وجہ سے مسلم ممالک میں سب سے زیادہ شرح خواندگی سعودی عرب میں ہے۔ جہاں علم کا حصول نہایت ہی آسان بنا دیا گیا ہے اور ملک میں یونیورسٹیوں کا جال بچھا رکھا ہے۔

ایک دنیا اس امر کی معترف ہے کہ مملکت کے اس محل کو جس کی بنیاد شاہ عبدالعزیزؒ آل سعود نے رکھی تھی، بعد میں آنے والے قائدین نے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا ہے۔ اب شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ عالم اسلام کے قائد ہیں۔ وہ مسلمانوں کو رشتۂ وحدت میں منسلک کرنے اور اسلامی اتحاد کو فروغ دینے کے لیے اپنی تمام تر مساعی جلیلہ بروئے کار لا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے انہوں نے ۳۴ مسلم ممالک کا عسکری اتحاد تشکیل دیا۔ شمالی شہر حفر الباطن میں "رعد الشمال" نام سے فوجی مشقوں کا انعقاد کر کے اپنے دشمنوں کو واضح پیغام دیا۔ انہوں نے دینی قدروں کے استحکام اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ملک وملت کو مزید ترقی کی راہوں پر گامزن کر دیا ہے۔ ان کا یہ بڑا کارنامہ ہے کہ جہاں انہوں نے دعوت الی اللہ کا علم تھام رکھا ہے وہاں حرمین شریفین کی توسیع وتزئین، نظافت وصفائی کے لیے خزانوں کے منہ کھول رکھے ہیں۔ حرم مکی کی موجودہ توسیع پر اربوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔ موجودہ توسیع کے بعد امید ہے آئندہ پچاس برسوں تک کسی توسیع کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

سعودی عرب میں حج کے موقع پر حجاج کرام اور معتمرین کو بہت سی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ امن وامان، رسل ورسائل اور قیام وطعام کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ پھر ان ضیوف الرحمٰن کو ان کی مادری زبانوں میں دعوتی کتب، سی ڈیز، قرآن کریم (مترجم) مطبوعہ شاہ فہد قرآن کمپلیکس بطور ہدیہ دیئے جاتے ہیں۔ ان مخلصانہ کوششوں کے سبب

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
معرفت خداوندی اور کائنات کا نظم (خطبہ حرم)	6
الیوم الوطنی السعودی	10
السعودیہ..... ماڈل اسلامی ریاست	13
شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کا تصور ریاست	14
عمر عبدالعزیزؒ ایک انصاف پسند حکمران	17
سعودی عرب کی چند امتیازی خصوصیات	19
لفظ "خاتم"..... احادیث کی روشنی میں	21
تحفظ حرمین شریفین اور ہماری ذمہ داریاں	23

ادارہ سے جملہ خط کتابت [illegible]
اور ترسیل زر منیجر سے [illegible]

پتہ ہفت روزہ "اہلحدیث" [illegible]
(المعروف بتی چوک) 106 [illegible] 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
E-mail: weekly.ahlehadith@yahoo.com

سالانہ زرتعاون بھیجنے کے لیے
① میزان بینک برانچ کوڈ: 0211 اکاؤنٹ نمبر: 0100270239
② الائی U.B.L اکاؤنٹ نمبر: 0321-4332168

بدل اشتراک
سالانہ ..... 600/- روپے
ششماہی ..... 350/- روپے
بذریعہ وی پی ..... 650/- روپے
بیرونی ممالک سے ..... 6000/- روپے
فی پرچہ ..... 20/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے لئے "دلسٹر پرنٹ ان" شاہ خالد ٹاؤن [illegible] لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

بے شمار مسلمان ان کتب قرآن مجید تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ پھر حق واضح ہونے پر کفر کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں زندگی کا سفر شروع کر دیتے ہیں۔ حقیقی بات یہ ہے کہ مغرب میں اسلام کی ترویج اور احیاء میں سعودی عرب مرکزی کردار ادا کر رہا ہے۔ اس نے پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ واشاعت اور درس وتدریس کے لیے مبلغین، مدرسین اور داعی مقرر کر رکھے ہیں جن کی معقول خدمت کی جاتی ہے۔

سعودی عرب کے کارہائے نمایاں کی فہرست بڑی طویل ہے ان سطور میں انہیں سمویا نہیں جا سکتا۔ مرحوم شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی دور اندیش ومدبرانہ اور دانشورانہ سوچ، معاملہ فہم اور صلح جو شخصیت نے ۹/۱۱ کے بعد اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بننے والی فضا اور نفرت کے آتش کدے کو بجھانے کے لیے مکالمہ بین المذاہب کی صورت میں پانی ڈال دیا ہے۔ جس سے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو ایک دوسرے کے خلاف نفرت کو کم کرنے کے ساتھ ساتھ مغرب میں مسلم اقلیتوں کو درپیش خطرات سے بچانے میں مدد ملی۔

اس سب کے باوجود ایک نام نہاد اسلامی ملک آئے روز مملکت کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہے۔ مشرقی علاقے میں بسنے والے چند رافضیوں کو بغاوت پر اکساتا اور امن وامان خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اب مملکت کے جنوب میں واقع ملک یمن میں حوثی باغیوں کو اسلحہ وبارود فراہم کر کے حرمین شریفین پر ناجائز قبضے کے خواب دیکھنے لگا تو سعودی عرب نے عرب اتحاد تشکیل دے کر یمن میں فوجی کارروائی شروع کی۔ وہاں کی حکومت کی درخواست پر بروقت جوابی کارروائی کر کے حوثیوں کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیے۔

سعودی عرب، پاکستان کا دیرینہ اور مخلص برادر ملک ہے۔ اس کے ساتھ دین کی بنیاد پر گہرے اور لازوال رشتے قائم ہیں۔ اس نے ہر آڑے وقت پر پاکستان سے بھرپور تعاون کیا۔ سوات اور آزاد کشمیر میں زلزلے پھر یہاں کئی بار سیلابوں اور قیامت خیز بارشوں کے وقت سعودی عرب نے متاثرین کی خدمت میں تعاون کا حق ادا کر دیا۔ میاں نواز شریف کے گذشتہ دور میں جب حکومت نے ایٹمی دھماکہ کر کے اسلامی دنیا میں پہلا ایٹمی ملک ہونے کا اعزاز حاصل کیا تو مغربی ممالک نے پاکستان پر بہت سی پابندیاں عائد کر دیں۔ اس وقت سعودی عرب ہی تھا جس نے پاکستان کی معیشت کو سہارا دینے کے لیے پٹرول فری دینا شروع کر دیا۔ اسی طرح دیگر اسلامی ممالک سے بھی بوقت ضرورت کسی تعاون وامداد سے گریز نہیں کیا۔ اس پر یہ کہہ سکتے ہیں

چلے کسی پہ خنجر تڑپتے ہیں ہم امیر ۔۔۔ سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

انتشار عمران وقادری کا مشترکہ ایجنڈا ہے۔ تبدیلی دھرنوں سے نہیں ووٹوں سے آتی ہے۔ امیر محترم

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ ملک میں انتشار پھیلانا عمران اور قادری کا مشترکہ ایجنڈا ہے۔ تبدیلی ووٹوں سے آتی ہے مارچ یا دھرنوں سے نہیں۔ پنجاب کے حالیہ ضمنی انتخاب میں پی ٹی آئی کی شکست پیغام ہے کہ عوام نے انکی منفی سیاست مسترد کر دی ہے۔ سنجیدگی کا تقاضا ہے کہ معاملات پارلیمنٹ میں حل کیے جائیں۔ عدالت اور سڑکوں پر لانے سے اجتناب کیا جائے۔ جمعہ کے اجتماع کے بعد کارکنوں سے گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ سی پیک ہمارے مخالفین کیلئے نہایت تکلیف دہ ہے۔ اسی لئے وہ اس منصوبے کو سبوتاژ کرنے کیلئے نت نئے حربے استعمال کر رہے ہیں۔ اس وقت ملک کے اندر اور باہر اس منصوبے کی مخالفت کرنے میں ہمارا دشمن پڑوسی ملک بھارت اور اندرون ملک اسکے نمک خوار سرفہرست ہیں۔ جو نہیں چاہتے کہ پاکستان اس منصوبے کے ثمرات سمیٹے۔ انکی سازشوں کو ناکام بنانے اور سی پیک راہداری منصوبے کو کامیابی سے مکمل کرنے کیلئے حکومت کو تمام طبقات کو ساتھ لیکر چلنا ہوگا تاکہ ہمارے دشمنوں کے عزائم ناکام ہوں اور ہماری ترقی وخوشحالی کا یہ منصوبہ اپنے مقررہ وقت پر پایہ تکمیل کو پہنچے۔ ان کا کہنا تھا کہ چین دنیا میں پاکستان کے تشخص کا محافظ ہے۔ اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچنے والی حرکات سے بچنا چاہیے۔ علاقائی استحکام کا بھی یہی تقاضا ہے۔ یہ منصوبہ ملک کے چاروں صوبوں میں ترقی اور خوشحالی کے نئے دور کا آغاز ہوگا۔ دشمن کی سازشوں کو ناکام بنانے اور سی پیک راہداری منصوبے کو کامیابی سے مکمل کرنے کیلئے حکومت کو تمام طبقات کو ساتھ لیکر چلنا ہوگا تاکہ ہمارے دشمنوں کے عزائم ناکام ہوں اور ہماری ترقی و خوشحالی کا یہ منصوبہ اپنے مقررہ وقت پر پایہ تکمیل کو پہنچے۔

سندھ دینی مدارس رجسٹریشن بل پر دینی جماعتوں سے کوئی مشاورت نہیں کی گئی۔ امیر محترم

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ سندھ دینی مدارس رجسٹریشن بل پر دینی جماعتوں سے مشاورت نہیں کی گئی تحفظات موجود ہیں۔ دینی مدارس عوام کے تعاون سے چلتے ہیں، حکومت کے تعاون سے نہیں۔ حکومت مدارس کو بجٹ بھی نہیں دیتی مگر براہ راست کنٹرول بھی چاہتی ہے۔ اس عمل سے بڑی قباحتیں پیدا ہوں گی۔ اپنے ردعمل میں ان کا کہنا تھا کہ دینی مدارس کی رجسٹریشن ازسرنو کرنے کا پراسس میں بھی کافی پیچیدگیاں پائی جاتی ہیں۔ نئے مدارس کی رجسٹریشن پر کوئی اعتراض نہیں تاہم پرانے مدارس کو بھی اپنے تابع کرنے کے لیے سخت شرائط عائد کی جارہی ہیں، جس میں علما سے کوئی مشاورت نہیں کی گئی۔ نئے بل کے تحت مدارس کو براہ راست زکوۃ، فطرہ وصول کرنے سے بھی روکا جائے گا یہ بات درست نہیں، کیونکہ مدارس تو چلتے ہی عوام کے تعاون سے ہیں۔ اگر اس پر بھی حکومت نے چیک رکھنا ہے تو پھر مدارس کا نظام کیسے چلے گا، یا تو مدارس کے سارے اخراجات بھی حکومت برداشت کرے۔ اگر نہیں کرسکتی تو مدارس کو اپنے نظام کے تحت کام کرنے دیا جائے، رکاوٹیں کیوں ڈالی جارہی ہیں۔

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: Email: markaz.dirasat@gmail.com

قسم اور اس کا کفارہ

سوال میں نے اپنی بیوی سے جھگڑتے ہوئے قسم اٹھائی کہ آئندہ میں تیرے ساتھ کبھی اچھا برتاؤ نہیں کروں گا۔ اب مجھے احساس ہوا ہے کہ میں نے غلط کام کیا ہے' اس کی تلافی کیونکر ہو سکتی ہے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں میری اس الجھن کو حل کریں۔

جواب قرآن کریم نے اس انداز سے قسم اٹھانے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اپنی قسموں کے لیے اللہ تعالیٰ کے نام کو ایسی ڈھال نہ بناؤ کہ تم فلاں نیکی کا کام نہیں کرو گے۔'' (البقرہ:۲۲۴)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اچھا کام نہ کرنے کی قسم اٹھا کر اللہ کے نام کو بدنام نہیں کرنا چاہیے۔ یعنی برائی کے کاموں میں اللہ تعالیٰ کا نام استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کسی نے ایسا کیا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنی قسم توڑ ڈالے اور اس کا کفارہ ادا کرے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ اگر تو کسی بات پر قسم اٹھائے پھر اس کے خلاف کرنا بہتر خیال کرے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو اور اس کام کو کر گزرو جسے تم بہتر خیال کرتے ہو۔'' (بخاری' الایمان والنذور:۶۶۲۲)

قسم توڑنے کے بعد اس کے کفارے کی تفصیل قرآن مجید میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو اوسط درجہ کا کھانا کھلایا جائے جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو یا ان کے لباس کا بندوبست کیا جائے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اور جسے یہ میسر نہ ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم اٹھا کر اسے توڑ دو۔'' (المائدہ:۸۹)

صورت مسئولہ میں سائل کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرے اور تفصیل بالا کے مطابق قسم توڑنے کا کفارہ دے دے۔ واضح رہے کہ آج غلام آزاد کرنے کا رواج نہیں' لہٰذا اب قسم کے کفارہ کی تین متبادل صورتیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

- اپنی حیثیت کے مطابق دس مساکین کو درمیانے درجے کا کھانا کھلایا جائے یا اس کی رقم انہیں دے دی جائے' یہ رقم ایک یا دو یا تین مساکین کو دی جا سکتی ہے۔
- دس مساکین کو لباس پہنا دیا جائے۔
- اگر کھانا کھلانے یا لباس پہنانے کی حیثیت نہیں رکھتا تو تین دن کے روزے رکھے جائیں۔ یہ تین روزے اکٹھے بھی رکھے جا سکتے ہیں اور انہیں متفرق طور پر بھی رکھا جا سکتا ہے۔

آیت کریمہ میں اس کی گنجائش موجود ہے۔ واللہ اعلم!

موبائل کا استعمال

سوال ہمارے ہاں اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک مجلس میں بڑی علمی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں لیکن کچھ حضرات اپنے موبائل کے ساتھ مصروف رہتے ہیں' کال کر رہے ہیں یا سن رہے ہیں' کیا ایسا کرنا آداب مجلس کے خلاف نہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب مجلس کے بہت سے آداب ہیں' اس کا ایک اہم ادب یہ ہے کہ پوری توجہ کے ساتھ بات کو سنا جائے اور اچھے انداز سے اپنی بات کی جائے' کسی ایسے کام میں مصروف نہیں ہونا چاہیے جو بات سننے یا کرنے میں خلل انداز ہو' ایسا کام کرنا رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے' ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے۔ چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ انگوٹھی بنوائی اور اسے پہن لیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب سے میں نے اسے پہنا ہے یہ میری توجہ کو آپ لوگوں سے ہٹا دیتی ہے' ایک نظر اس کو دیکھتا ہوں اور دوسری نظر آپ کو دیکھتا ہوں۔'' ..... سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا۔ (مسند احمد: ج۵' ص۱۵۸)

اس حدیث کے پیش نظر انسان کے لیے یہ بات انتہائی معیوب ہے کہ وہ کسی علمی مجلس میں بیٹھا ہو اور وہ غور وفکر کے ساتھ بات سننے یا سنانے کی بجائے اپنے موبائل کے ساتھ کھیلتا

رہے۔ اسے چاہیے کہ وہ اپنے موبائل کو بند کر کے مجلس میں بیٹھے' آداب مجلس کا خیال رکھے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے اس کا یا مجلس کا وقار مجروح ہوتا ہو۔

نذر کا پورا کرنا

سوال میں نے میٹرک کا امتحان دیا تھا اور نذر مانی تھی کہ اگر میں نے اچھے نمبروں میں پاس ہوگئی تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھوں گی۔ اللہ کی مہربانی سے میں اچھے نمبر لے کر پاس ہوگئی ہوں' لیکن نذر کا پورا کرنا میرے لیے بہت مشکل ہے' اس کا کیا حل ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کی تعریف کی ہے جو نذر ماننے کے بعد اسے پورا کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وہ اپنی نذر کو پورا کرتے ہیں اور ایسے دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کا انجام بہت بھیانک ہے۔'' (الدہر: ۷)

جبکہ بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر ماننے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ تقدیر کو نہیں روک سکتی۔ (مسند امام احمد: ج۲' ص ۴۲۱)

محدثین کرام نے اس آیت کریمہ اور حدیث مذکور میں یوں تطبیق دی ہے کہ نذر کی دو اقسام حسب ذیل ہیں:

- **نذر مطلق** ..... انسان اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کسی عبادت کی نذر مان لے۔ مثلاً میں صدقہ کرنے کی ذمہ داری اٹھاتا ہوں۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دور جاہلیت میں ایک رات کا اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی۔ (بخاری' الاعتکاف: ۲۰۴۲)
- **نذر معلق** ..... مشروط طور پر اچھا کام کرنے کی نذر ماننا۔ مثلاً یوں کہا جائے کہ اگر ہمارے بیمار کو شفا ہوئی تو میں اتنا صدقہ کروں گا۔ اس قسم کی نذر کو رسول اللہ ﷺ نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا۔ تاہم اس کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے' اگر اسے پورا کرنے کی ہمت نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ قسم کا کفارہ دے کر فارغ ہو جائے۔ جیسا کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نذر کا کفارہ' قسم کا کفارہ ہے۔'' (مسلم' الایمان: ۱۶۴۵)

صورت مسئولہ میں طالبہ کو چاہیے کہ وہ قسم کا کفارہ دے دے اور قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو درمیانے درجے کا کھانا کھلا دے یا انہیں لباس دے دے۔ اگر ان کی ہمت نہیں ہے تو تین دن کے مسلسل یا متفرق طور پر روزے رکھ لے لیکن آئندہ ایسے معاملات میں احتیاط کرنا چاہیے کہ کوئی ایسا کام اپنے ذمے نہ لیا جائے جسے پورا کرنے کی ہمت نہ ہو۔ واللہ اعلم!

حق مہر کی زکوٰۃ

سوال میرے نکاح کے موقع پر دو لاکھ روپیہ حق مہر مقرر ہوا تھا' لیکن وہ مجھے ملا نہیں' البتہ میں اس سے مایوس نہیں ہوں' اس کی زکوٰۃ کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا میں نے اس کی زکوٰۃ ادا کرنی ہے یا میرے شوہر نے دینی ہے' قرآن وحدیث کے مطابق اس کی وضاحت فرما دیں۔

جواب حق مہر کی ادائیگی خاوند کے ذمے ضروری ہے' قرآن مجید میں ہے: ''عورتوں کے حق مہر انہیں بخوشی ادا کرو۔'' (النساء: ۴)

ہمارے ہاں حق مہر کی دو اقسام ہیں: ایک یہ ہے کہ اسے نکاح کے موقع پر ہی ادا کر دیا جاتا ہے اسے مہر معجل کہا جاتا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ اسے آئندہ ادا کرنا ہوتا ہے اس کو مہر مؤجل کہتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں عورت اس کی مالک ہوتی ہے' اگر وہ حق مہر زکوٰۃ کے نصاب کے برابر ہے تو سال کے بعد اس سے زکوٰۃ کی ادائیگی عورت کے ذمے ہے بشرطیکہ وہ اس کی ضروریات سے زائد ہو۔ عورت کے حق مہر میں زکوٰۃ کے متعلق درج ذیل اصول ہیں:

- اگر عورت نے حق مہر وصول کر لیا ہے اور وہ نصاب کو پہنچ چکا ہے تو جب سال گذر جائے گا تو عورت اس سے چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ ادا کرے گی۔
- اگر عورت نے حق مہر وصول نہیں کیا یعنی مہر مؤجل ہے تو اس کا حکم قرضے جیسا ہے۔ اگر اس کا خاوند صاحب حیثیت ہے اور اسے ادا کرنے کی پوزیشن میں ہے تو بھی سال کے بعد اس سے زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ اگر وہ تنگ دست ہے اور جلدی وصول ہونے کی امید نہیں ہے تو جب وہ حق مہر وصول کرے گی تو اسے ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔
- اگر اس نے حق مہر وصول کر لیا ہے اور اسے رخصتی سے پہلے طلاق مل گئی ہے تو اگر وہ نصاب کو پہنچ چکا ہے اور اس پر سال بھی گذر چکا ہے تو نصف حق مہر پر اسے زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی اور نصف مہر کی زکوٰۃ خاوند ادا کرے گا۔

صورت مسئولہ میں حق مہر دو لاکھ روپیہ ہے۔ درج بالا تفصیل کے مطابق اس سے زکوٰۃ یعنی پانچ ہزار کی ادائیگی عورت کے ذمے ہے۔ واللہ اعلم!

معرفت خداوندی اور کائنات کا نظم ونسق

امام مسجد نبوی
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالمحسن قاسم حفظہ اللہ

مترجم —— جناب عبدالقیوم عبدالستار
نظرثانی —— جناب حافظ یوسف سراج

حمد وثناء کے بعد:

بندگانِ خدا! کما حقہ تقویٰ الٰہی اختیار کرتے ہوئے دامنِ اسلام سے پختگی کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ۔

اے اہل اسلام! کسی بھی علم کی فضل وحیثیت اس کے موضوع سے متعین ہوتی ہے۔ یاد رکھو عمدہ اور پاکیزہ ترین علم تو وہ علم ہے جو ذات باری تعالیٰ کے بارے میں ہے۔ اس علم کی عظمت وحیثیت اور ضرورت تمام علوم سے بڑھ کر ہے، بلکہ یہ علم تو تمام لازمی علوم کی بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی فطرت میں اپنی محبت و معرفت رکھ دی ہے اور انسانی دل تو پیدا ہی اسی لیے کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ﴾ (الروم: 30)

''قائم ہو جاؤ اُس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی۔''

یہ ایسی مستحکم فطرت ہے جس پر ہر مولود پیدا ہوتا ہے لیکن جنوں اور انسانوں میں موجود شیطان مخلوق کی اس فطرت کو بدلنے کی سرتوڑ کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے اپنے تمام بندوں کو فطرتِ دین حنیف پر پیدا کیا مگر شیطانوں نے آکر ان لوگوں کو ان کے دین سے ہٹا دیا ہے۔ (مسلم)

ہر مسلمان کے لیے حکم الٰہی ہے کہ وہ اپنی پیدائشی فطرت پر قائم رہے تاکہ مسخ ہوگئی فطرت بھی اپنی بنیاد اور اصل کی طرف لوٹ سکے اور مومنوں کے ایمان مزید بڑھ جائیں اور پختہ بھی ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار نشانیاں اپنے رب اور معبود ہونے کے ثبوت کے طور پر قائم کر دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت اور الوہیت کی دلیل کے لیے بے شمار نشانیاں بنائی ہیں۔ اگر سمندر کے پانی کو روشنائی میں بدل دیا جائے اور اس میں مزید سمندروں کو بھی شامل کر لیا جائے اور اس سے اللہ کے تعریفی کلمات اور الوہیت و ربوبیت کو ثابت کرنے والی نشانیاں لکھی جائیں تو (سمندروں کا پانی تو ختم ہو جائیگا مگر) رب کے تعریفی کلمات ختم نہ ہوں گے۔

اسی فطرت کو ثابت کرنے اور پورا کرنے کیلئے رسولوں کو بھیجا گیا۔ اللہ کے رسول جو عمدہ ترین پیغام لے کر آئے اس میں توحید ربوبیت بھی ہے، یہ ایمان کی بنیاد ہے اور یہ توحید کی ایک قسم ہے، جس کی وجہ سے اللہ نے بندوں کو پیدا فرمایا، توحید ربوبیت اللہ کی الوہیت

اللہ تعالیٰ اکیلا ہی خالق، مالک، رازق اور مدبر ہے۔ وہ ایسا خالق ہے کہ اس کی اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ آسمانوں اور زمین کو وہی پیدا کرنیوالا ہے، اسی نے ہر چیز کی تخلیق کی اور لاجواب تخلیق فرمائی۔

ووحدانیت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی وحدانیت کی دلیل توحید ربوبیت میں بیان کر دی ہے۔ توحید ربوبیت میں شرک کرنا خطرناک اور قبیح ترین شرک ہے۔ جو بندہ توحید الوہیت کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہو جاتا ہے تو وہ سمجھ لے کہ وہ حقوق الٰہی میں مجرمانہ غفلت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنی ذات، صفات اور افعال میں کامل ترین ذات ہے۔ صفات خداوندی میں سے ایک صفت ربوبیت ہے۔ اس صفت میں بھی اسی طرح اللہ کا کوئی شریک نہیں جس طرح الوہیت میں اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ﴾ (الانعام)

''کہو! کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور رب تلاش کروں حالاں کہ وہی ہر چیز کا رب ہے؟ ہر شخص جو کچھ کماتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے، کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا، پھر تم سب کو اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے، اُس وقت وہ تمہارے اختلافات کی حقیقت تم پر کھول دے گا۔''

اللہ تعالیٰ اکیلا ہی خالق، مالک، رازق اور مدبر ہے۔ وہ ایسا خالق ہے کہ اس کی اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ آسمانوں اور زمین کو وہی پیدا کرنیوالا ہے، اسی نے ہر چیز کی تخلیق کی اور لاجواب تخلیق فرمائی۔ وہ باخبر خالق ہے، اس نے جس طرح تخلیق کی ابتداء فرمائی روز قیامت بھی دوبارہ تخلیق کر کے قبروں سے اٹھا سکتا ہے اور یہ کام اس کیلئے تو بہت ہی آسان ہے۔ اللہ کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں۔ وہی اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے کیونکہ وہی جہانوں کا خالق ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ (النحل)

''پھر کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اور وہ جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے، دونوں یکساں ہیں؟ کیا تم ہوش میں نہیں آتے؟''

وہی اکیلا ہی بادشاہ ہے، تمام جہان اسی کی ملکیت ہے۔ ذات الٰہی تمام مخلوق کی مالک ذات ہے، جو چیزیں زمین و آسمان میں موجود ہیں وہ بھی اسی کی ملکیت ہیں۔ تمام تر مخلوقات اسی ذات خداوندی کی مطیع ہیں، اسی کی تسبیح بیان کرتی ہیں اور اسی کے سامنے سربسجود ہوتی ہیں۔ وہی سب کا حقیقی آقا و مولیٰ ہے۔ سب اسی کے غلام ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا﴾ (مریم)

''زمین اور آسمان کے اندر جو بھی ہیں سب اس کے حضور بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں۔''

مکمل اور ہمیشہ کی بادشاہت صرف اور صرف اسی کی ہے، وہی دنیا اور آخرت کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا:

﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝﴾

''مجھے بتاؤ آج کس کی بادشاہت ہے۔ (سارا عالم پکار اٹھے گا) اللہ واحد قہار کی۔'' (غافر)

اور پھر خود ہی جواب بھی دے گا کہ ''صرف اکیلے اور زبردست اللہ کی بادشاہت ہے۔''

صرف اسی کی خوبی ہے کہ وہ مخلوق کے تمام معاملات کا مدبر ہے۔ تمام مخلوق اسی کی ملکیت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا ۗ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝﴾ (الاعراف)

''درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے جس نے سورج، چاند اور تارے پیدا کیے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں خبردار رہو! اُسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے بڑا با برکت ہے اللہ، سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔''

کسی کام کا حکم دینا اور کسی کام سے روک دینا صرف اسی کا اختیار ہے، وہی پیدا کرتا ہے، رزق عطا کرتا ہے، نوازتا ہے اور روک بھی لیتا ہے، پستی میں بھی وہی دھکیلتا ہے۔ بلندی بھی وہی عطا کرتا ہے۔ عزت سے بھی وہی نوازتا ہے۔ ذلت و رسوائی کی گہری کھائی میں بھی وہی ڈال دیتا ہے۔ وہی ذات زندگی دینے والی بھی ہے اور روح قبض کر لینا بھی اسی کا کام ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى﴾ (الزمر: 5)

''وہی دن پر رات اور رات پر دن کو لپیٹتا ہے اُسی نے سورج اور چاند کو اس طرح مسخر کر رکھا ہے کہ ہر ایک وقت مقرر تک چلے جا رہا ہے۔''

﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ﴾ (الروم: 19)

''وہ زندہ کو مُردے سے نکالتا ہے اور مُردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔''

تمام تر مخلوق اسی کی طاقت و مشیت کے ماتحت ہے۔ بندوں کے دل و دماغ بھی اسی کے قبضہ میں ہیں۔ کائنات کے سارے کام بھی اسی ذات واحد کی قضاء وقدر کے ہاتھ میں ہیں۔ ہر جان کی وہی نگرانی کرنیوالا ہے۔ آسمان و زمین صرف اسی بادشاہ کے حکم سے قائم ہیں۔ آسمان کو زمین پر گرنے سے اللہ کے سوا کون روک سکتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کو ڈگمگانے سے بھی صرف وہی بچاتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات اسی کے سامنے دست سوال پھیلاتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝﴾ (الرحمن)

''زمین اور آسمانوں میں جو بھی ہیں سب اپنی حاجتیں اُسی سے مانگ رہے ہیں، ہر آن وہ نئی شان میں ہے۔''

گناہوں کی مغفرت کون فرماتا ہے؟ گمراہوں کو راہِ راست پر کون لاتا ہے؟ غموں اور پریشانیوں سے نجات کون دیتا ہے؟ نقصان پورے کون کرتا ہے؟ غریب اور مفلس کو صاحبِ ثروت کون بناتا ہے؟ اور دعاؤں کو شرف قبولیت سے کون نوازتا ہے۔ ان تمام سوالوں کا جواب صرف اور صرف یہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ''۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ ۝﴾ (المؤمنون)

''اور تمہارے اوپر ہم نے سات راستے بنائے، تخلیق کے کام سے ہم کچھ نابلد نہ تھے۔''

اس کے احکام کی خلاف ورزی کرنیوالا قابل سزا ہے۔ صرف اسی کے ارادے اور احکام پورے ہوتے ہیں۔ کائنات میں ایک ذرہ بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں ہل سکتا۔ جو وہ چاہے صرف وہی ہوتا ہے، جس کام کا وہ ارادہ نہ کرے، وہ ہو ہی نہیں سکتا ہے وہ جو چاہتا ہے بنا دیتا ہے۔ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ اس کا یہ حکم ہی تقدیر کہلاتا ہے۔

جسے وہ نوازنا چاہے اسے کوئی محروم نہیں کر سکتا اور جسے وہ محروم کر دے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ اس کے کسی حکم کو رد کرنے کی طاقت کسی میں بھی نہیں ہے۔ اس کے کسی فیصلے کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اس کی مراد کی کوئی تردید نہیں کر سکتا۔ اس کے کلمات کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے اس نے مخلوق کی تقدیر لکھ دی تھی، جو اللہ نہ چاہے اس کام کے کرنے پر ساری مخلوق بھی متحد ہو جائے تو وہ نہیں کر سکتے۔ اور جو کچھ اللہ کرنا چاہتا ہے اس کے نہ ہونے پر ساری مخلوق جمع ہو جائے تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اگر ساری مخلوق کسی ایک فرد کو نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لے اور اگر اللہ نے اس کے نصیب میں نقصان نہیں لکھا تو یہ سارے لوگ بھی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر تمام تر لوگ تمام وسائل کے ہمراہ کسی ایک کو فائدہ دینا چاہیں اور اگر اللہ نے اس کے مقدر میں فائدہ نہیں لکھا تو یہ سب اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

اپنے فضل و کرم سے وہ جسے چاہے راہِ حق پر چلا دیتا ہے، اپنی حکمت و عدل سے وہ جسے چاہے اسے گمراہی کے اندھیروں میں دھکیل دیتا ہے۔ جب وہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ فرمائے تو صرف ''کن'' کہہ کر اس کام کو کر دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ﴾ (لقمان: 27)

صرف وہی ہوتا ہے، جس کام کا وہ ارادہ نہ کرے، وہ ہو ہی نہیں سکتا ہے وہ جو چاہتا ہے بنا دیتا ہے۔ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ اس کا یہ حکم ہی تقدیر کہلاتا ہے۔

''زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر (دوات بن جائے) جسے سات مزید سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کی باتیں (لکھنے سے) ختم نہ ہوں گی۔''

صرف اسی کا علم وسیع اور سب سے بڑھ کر رہے۔ جو کچھ ہو چکا ہے، جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونیوالا ہے یا نہ ہوگا سب کچھ اس کے علم میں ہے۔ اس کی مخلوق نے جو کچھ کیا ہے یا کرے گی وہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ خشکی اور سمندروں میں جو کچھ ہوا ہے یا ہوگا وہ واقف حال ہے۔ کوئی پتہ اگر درخت سے گرے تو وہ اس کا علم بھی رکھتا ہے۔ زمین و آسمان کے ایک ایک ذرے سے وہ اچھی طرح باخبر ہے۔ جو کچھ ہمارے سامنے ہے یا اوجھل ہے، دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں اور اٹھنے والے خیالات و اسرار سے بھی وہی ذات باخبر ہے۔ رحم مادر میں پلنے والے جنین کی حالت سے بھی وہ خوب واقف ہے۔ غیب کی کنجیاں صرف اور صرف اسی کے پاس ہیں۔ ساری مخلوق کے علوم وفنون ایسے ہیں جیسے سمندر سے ایک قطرہ پانی لیا گیا ہو۔

خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میرا اور تمہارا علم اللہ رب العزت کے علم کے مقابلہ میں اتنا بھی نہیں جتنا چڑیا سمندر سے چونچ بھر پانی لے، دنیا جہان کی مختلف آوازیں اس کی سماعت میں خلط ملط نہیں ہوتیں۔ ایک خاتون نے نبی ﷺ کے سامنے اپنے خاوند کی شکایت کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا گھر میں موجود ہونے کے باوجود پوری گفتگو نہ سن سکیں تھیں، مگر اللہ رب العزت نے اس کی ساری گفتگو سات آسمانوں کے اوپر سے بھی سن لی تھی اور اس پر قرآنی آیت نازل فرما دی تھی۔

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَ اللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝﴾ (المجادلة)

''اللہ نے سن لی اُس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے، اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

اس کی نگاہ سے کائنات کی کوئی چیز اوجھل نہیں۔ اندھیری راتوں میں کئے گئے بندوں کے اعمال کو بھی وہی دیکھ رہا ہے، ان کے تمام اعمال کو وہی اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔ جب ساری مخلوق ہی اسی کی ہے تو حکم اور اختیار بھی صرف اسی کا ہے۔

ذات باری تعالیٰ کے احکام اس کی شریعت، اس کی قائم کردہ حدود عمدہ ترین حکم اور شریعت ہے، اس سے بہتر کوئی حکم ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ وہی ذات ہے جس کا حکم حکمت و دانائی سے بھرپور ہے۔ جب وہ حکم دیتا ہے تو کوئی اس کے حکم کو رد نہیں کر سکتا۔ مگر یاد رکھو، اللہ تعالیٰ کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر رحمت وشفقت کرنیوالا اور کوئی نہیں ہے۔ وہ ارحم الراحمین ہے۔ ماں جتنی شفقت و محبت اپنے بچے سے کرتی ہے، اس سے بڑھ کر محبت اللہ تعالیٰ انسان سے کرتا ہے۔ اس کی رحمت کائنات کی ہر چیز سے وسیع ہے۔ رحمت وشفقت کے ۱۰۰ درجات میں سے صرف ایک درجہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو عطا فرمایا ہے، باقی ۹۹ درجات اس ارحم الراحمین نے اپنے پاس رکھے ہیں۔

وہ انتہائی باعزت وکریم ہے، اس سے بڑھ کر کوئی معزز وکریم نہیں ہے۔ وہ اپنی مخلوق کے ساتھ فضل وکرم اور احسان کو پسند فرماتا ہے۔ اس کریم ذات کا یہ کرم ہے کہ وہ آسمان سے بھی رزق نازل فرماتا ہے، زمین سے بھی رزق نکالتا ہے اس کا فضل و احسان بہت ہی زیادہ ہے وہ نہ ختم ہونے والے خزانوں کا مالک ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ (سبا)

''(اے نبیؐ) اِن سے پوچھو، کون تم کو آسمانوں اور زمین سے رزق دیتا ہے؟''

اس کا ہاتھ اتنا بھرپور ہے کہ اسے دن اور رات میں مسلسل خرچ کرنا بھی خالی نہیں کر سکتا۔ بخاری شریف کی روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جان لو کہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق والے دن سے آج تک مسلسل خرچ کرنا اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں لا سکتا۔

وہ مہربان ذات اپنے بندوں کی دعاء کو رد نہیں کرتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۖ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (البقرة: 186)

''اور اے نبیؐ، میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں، تو اُنہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے، میں اُس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں۔''

مخلوق کی کوئی ضرورت اتنی بڑی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پورا کرنے سے قاصر ہو۔ یوم اول سے یوم آخر تک آنے والے تمام انسان اور جن اگر ایک میدان میں جمع ہو کر اپنی اپنی ضروریات اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق عطا فرما دے تو یہ ایسے ہے جیسے سمندر میں سوئی ڈال کر نکالی جائے تو اس پر کتنا پانی لگے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں سے مسلم اور کافر ہر ایک کو رزق عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ فرمایا:

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝﴾ (هود)

''زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے، سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔''

وہ ایسی ذات ہے جو احسان کر کے جتلاتا نہیں، وہی خیر الرازقین ہے۔

ذات باری تعالیٰ نے بندوں کیلئے بھلائی کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ سمندر اس کے حکم کے پابند ہیں۔ اسی نے نہریں جاری کر کے بے پناہ رزق بھی جاری کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ بے شمار بندوں کو بغیر مانگے اور بغیر سوال کئے عطا کرتا ہے اور وہ جو کچھ بھی مانگیں وہ ذات ایسی ہے کہ انہیں عطا فرما دیتی ہے، بلکہ وہ اپنے بندوں سے خود پوچھتا ہے، کوئی ایسا ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا کر دوں۔ ہر خیر و بھلائی اسی مالک کی طرف سے ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾ (النحل: 53)

''تم کو جو نعمت بھی حاصل ہے اللہ ہی کی طرف سے ہے۔''

اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک تک اس کے نصیب میں لکھا رزق پہنچاتا بھی ہے، وہ بچے کو اس کی ماں کے

پیٹ میں رزق عطا کرتا ہے۔ چیونٹی کو اس کے بل میں، پرندے کو آسمان کی بلندیوں میں اور مچھلی کو پانی کی لہروں میں رزق فراہم کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ﴾ (العنکبوت: 60)

''کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے، اللہ اُن کو رزق دیتا ہے اور تمہارا رازق بھی وہی ہے۔''

وہ دعائیں قبول کرنے والا ہے، وہی بندوں کے قریب ہے، کسی اور سے ضرورتوں کی تکمیل کا سوال کیا جائے تو اسے یہ سخت ناپسند ہے۔ یاد رکھو، جو اس سے سوال نہیں کرتا وہ اس سے ناراض ہوتا ہے، جو رب کو چھوڑ کر کسی اور سے وابستہ ہو جائے تو وہ محروم رہتا ہے۔

اے اہل اسلام! کیا ہم پر ضروری نہیں ہے کہ ہم ان صفات کے حامل رب سے محبت کریں، اس کی حمد وثناء کریں اور صرف اسی کی عبادت کریں۔ جس نے معرفت الٰہی حاصل کر لی۔ وہ قرب الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کیلئے جھکتا ہے اور خشوع وخضوع اختیار کرتا ہے اور اس کے ساتھ مانوس ہو کر اطمینان محسوس کرتا ہے۔ اس سے ثواب کی امید کر کے اس کی سزا سے ڈرتا ہے اس کے سامنے اپنی ضرورتیں رکھتا ہے اور اسی پر بھروسہ کرتا ہے جو اللہ کی بہت زیادہ حمد وثناء اور مدح کرتا ہے تو وہ رفعت و بلندی حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مدح بہت پسند ہے۔ اسی لئے اس نے اپنی ذات کی تعریف کی ہے۔ جو بھی اللہ اور اس کے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ اللہ اس سے راضی ہو کر اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝﴾ (ال عمران)

''اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، لہٰذا تم اُسی کی بندگی اختیار کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔''

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد:

جو آدمی مخلوق میں سے کسی کو اور فوت شدگان کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اللہ رب العالمین کی ذات میں کوئی کمی ونقص ہے۔ اور اس کا ذات الٰہی کے بارے میں اچھا گمان نہیں ہے اسی لئے وہ غیر کو اللہ کے برابر سمجھ لیتا ہے۔ حالانکہ شرک اس کے تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔ مشرک کی نہ ہی وہ مغفرت فرماتا ہے اور نہ ہی اسے جنت میں داخل فرماتا ہے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا۔

فطرت میں بدترین تبدیلی شرک ہے۔ زمین میں بہت بڑا فساد ہے، شرک ہر مصیبت کی جڑ ہے۔ تمام بیماریوں کی آماجگاہ ہے۔ شرک بہت بڑا نقصان اور خطرناک ترین عمل ہے۔ عموماً گناہوں کی نحوست بہت زیادہ ہے۔ جس بندے میں یہ جمع ہو جائے اسے ہلاک کر دیتی ہے۔ گناہ بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگ معمولی سمجھ کر گناہ کر لیتے ہیں۔ حالانکہ جب ان گناہوں پر اصرار کیا جائے تو کبیرہ گناہوں کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ گناہ کے معمولی ہونے کو نہ دیکھا کرو بلکہ اس ذات کی عظمت کو دیکھو جس کی تم نافرمانی کر رہے ہو۔

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما۔ شرک اور مشرکین کو ذلیل ورسوا کر دے۔ دشمنانِ دین کو تباہ وبرباد کر دے۔ اے اللہ! ہمارے اس ملک کو اور تمام مسلم ممالک کو امن وامان کا گہوارہ بنا دے۔ آمین!

ملکی دفاع کے لیے ہر قسم کی قربانی دیں گے۔ آج بھی 65 والا جذبہ موجود ہے

احتجاج اور دھرنے ملکی استحکام کے لیے نقصان دہ ہیں۔ ختم نبوت کے ڈاکو پاکستان کے بھی ڈاکو ہیں۔ پروفیسر ساجد میر

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ ملکی دفاع کے لیے ہر قسم کی قربانی دیں گے۔ قوم میں آج بھی 65 والا جذبہ موجود ہے۔ ختم نبوت کے ڈاکو پاکستان کے بھی ڈاکو ہیں۔ قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس میں کوئی تبدیلی برداشت نہیں کی جائے گی۔ توہین رسالت ﷺ کا قانون بڑی قربانیوں کے بعد بنایا گیا اس قانون کی حفاظت کریں گے۔ اس امر کا اظہار پریس کلب میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ذیلی تنظیمات کی طرف سے منعقدہ دفاع پاکستان ودفاع ختم نبوت سیمینار میں ان کی طرف سے پڑھے گئے پیغام میں کیا گیا۔ پروفیسر ساجد میر کا کہنا تھا کہ دشمن قوتیں پاکستان کو کمزور کرنا چاہتی ہیں، بدقسمتی سے اس موقع پر یکجہتی پیدا کرنے کی بجائے بعض عاقبت نا اندیش سیاستدان ملک میں انتشار کی سیاست کر رہے ہیں۔ احتجاج اور دھرنے ملکی استحکام کے لیے نقصان دہ ہیں۔ ناظم ذیلی تنظیمات ڈاکٹر عبدالغفور راشد کو آرڈیننٹر وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا کہ 65 کی جنگ نے ہی قوم میں پاک فوج کو سلام کا بے پایاں جذبہ پیدا کیا تھا جسکے نتیجہ میں ملک کی مسلح افواج نے اپنے سے تین گنا زیادہ دفاعی صلاحیتوں کے حامل مکار دشمن بھارت کی فوجوں کو پچھاڑ کر انہیں پسپائی پر مجبور کیا اور بھارتی لیڈر شپ اقوام متحدہ میں جنگ بندی کی دہائی دیتی نظر آئی۔ پروفیسر عتیق اللہ عمر صدر جمعیۃ اساتذہ پاکستان نے کہا کہ آج پھر ہمارا مکار دشمن ہماری آزادی وخودمختاری اور سالمیت کو چیلنج کرتا اور ہمارے خلاف نئی جنگ مسلط کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ صدر اہل حدیث یوتھ فورس ضلع لاہور حافظ عبیدالرحمن ایڈووکیٹ نے کہا کہ پاکستان میں بھارتی مداخلت کسی شک وشبہ سے بالاتر ہے، سیاسی اور عسکری قیادت کئی بار کہہ چکی ہے کہ بھارت دہشت گردوں کی پشت پناہی کرتا اور پاکستان میں دہشت گردی کیلئے افغانستان کی سرزمین استعمال کرتا ہے۔ اسکے مصدقہ ثبوت امریکہ اور اقوام متحدہ تک پہنچا دیئے گئے ہیں۔ تحریک المجاہدین جموں وکشمیر کے رہنما ابوحمزہ بھائی نے کہا کہ بھارت اپنی سازشوں اور ایجنٹوں کے ذریعے جنگ پاکستان کے اندر لے آیا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ دشمنوں کو 65 والے لہجے میں جواب دے جو دشمن نے اختیار کر رکھا ہے۔ ان حالات میں سیاست دانوں کو بھی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہونا ہوگا۔ ASF پنجاب کے صدر حافظ عثمان نے کہا کہ پاکستان عالم اسلام کا قلعہ ہے۔ اسکی حفاظت کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دیں گے۔ قانون توہین رسالت ﷺ میں تبدیلی کی ہر کوشش ناکام بنائیں گے۔ مرکزی ناظم دفتر حافظ بابر فاروق رحیمی نے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا یہاں پر قانون بھی اسلام کا ہی چلے گا، قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کا پہلے بھی مقابلہ کیا تھا آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ سیمینار کا آغاز تلاوت قرآن قاری محمد یٰسین طٰہٰ کی تلاوت سے ہوا۔ جبکہ حاجی عبدالرزاق، حاجی نذیر احمد انصاری، اہل حدیث یوتھ فورس لاہور کے جنرل سیکرٹری عامر عبداللہ، حافظ عبدالرزاق ربانی، مولانا طارق جاوید، صفوان فاروقی، عطاء الرحمن حقانی، عمران مجاہد، عبدالرحیم قریشی سمیت اہل حدیث یوتھ فورس، جمعیۃ اساتذہ، اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن کے کارکنان سمیت دیگر مہمانان بھی شریک تھے۔ حافظ ذاکر الرحمن صدیقی بوجہ علالت اور حافظ فیصل افضل شیخ بوجہ ادائیگی نماز جنازہ شرکت نہ کر سکے۔

اليوم الوطني السعودي والذكرى السادس والثمانين

الكاتب والباحث: میاں عتیق الرحمٰن

اليوم الوطني في ضوء الاسلام:

ان حب الوطن أمر فطري مشروع لدى كل البشر، ولنا في رسول الله ﷺ أسوة حسنة فقد كان يحب وطنه، روى عن عبد الله بن عدي ابن حمراء الزهري قال رأيت رسول الله ﷺ واقفا على الحزورة فقال:

[والله إنك لخير أرض الله وأحب أرض الله إلى ولولا أني أخرجت منك ما خرجت.] (رواه الإمام أحمد في مسنده وابن ماجه في سننه والترمذي وصححه)

فمن حبه لوطنه ﷺ قام يخاطبه خطاب المحب العاشق، ويعتذر إليه عن خروجه منه بغير إرادته لأنه أحب البقاع إلى الله تعالى وإلى رسوله.

ولما هاجر إلى المدينة دعا الله أن يحبب إليه وإلى أصحابه وطنهم الجديد ويدفع عنه الوباء وكل ما يضر بساكنيه. وفي الحديث:

[عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهِيَ وَبِيئَةٌ فَاشْتَكَى أَبُو بَكْرٍ وَاشْتَكَى بِلَالٌ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَكْوَى أَصْحَابِهِ قَالَ: "اللهم حبب إلينا المدينة كحبنا مكة أو أشد، وصححها وبارك لنا في صاعها ومدها، وانقل حماها فاجعلها بالجحفة. (متفق عليه)

وإن الاحتفال باليوم الوطني يعزز قيمة حب الوطن الإيمانية الفطرية في النفوس، الاحتفال باليوم الوطني جائز شرعاً، وواجب وطني فهو يعزز قيمة حب الوطن الإيمانية في النفوس،وإن مظاهر الاحتفال بلبس الجديد وتبادل التهاني والتعبير عن الفرح بطرق مباحة أمر مشروع والفرح باليوم الوطني هو فرح بفضل الله تعالى على أبناء الوطن.

اهمية يوم الوطن:

يوم الوطني في أي دولة من دول العالم. هو الموعد المحدد للإحتفال بتوحيدها كمملكة العربية السعودية والإحتفال بها كدولة ذات سيادة وهو يوم قد يختلف عليه الشعوب والأمم وتختلف عليه حداثة البلدان أو قدمها، وهو يوم قد تتفق عليه الشعوب من حيث أنه يوم الولادة والبعث، ولكنها تختلف عليه كثيرا من حيث شكله ورمزه وتسميته، هناك أسباب كثيرة للإحتفال بهذا اليوم، قد يكون السبب عند بعض الدول الإحتفال بيوم الجلوس على العرش وقد يكون السبب الإحتفال بيوم التحرير أو توحيد البلاد أو إنفصالها أو إستقلالها عن الاستعمار.

تحتفل المملكة فى الثالث والعشرين من سبتمبر كل عام بيومها الوطنى تخليدا لذكرى توحيد المملكة وتاسيسها على يدى جلالة الملك عبد العزيز بن عبد الرحمن آل سعود رحمهم الله. وهو يوم من ايام التاريخ الخالدة فى تاريخ المملكة بل وفى العالم.

وفي التاريخ أشياء كثيرة تعكس معادن الشعوب وأصالتها، وفي التاريخ أيضا أسرار هزائمها وإنتصاراتها،فدائما يعلي شأن الأمة بهذه الإنتصارات التي تعكس المشاركة الشعبية في تحقيقها وتنضوي تحت لوائها مشاعر الوطنية الفياضة التي تؤكد على عزم هذا الشعب مع الإحساس بقوميته، لذلك يختار المواطنون أكبرها وأشهرها وأكثرها تأثيرا عليهم لتكون معبرة عن هذا اليوم الذي لا ينسى وعن ذكرى مولده والإحتفال به في كل عام.

يوم الوطن السعودى:

تحتفل المملكة العربية السعودية باليوم الوطني لتوحيد المملكة فى 23سبتمبر من كل عام. وهذا التاريخ يعود إلى المرسوم الملكي الذي أصدره الملك عبد العزيز برقم 2716، وتاريخ 17جمادى الأولى عام 1351هـ، ويقضي بتحويل اسم الدولة من مملكة الحجاز ونجد وملحقاتها إلى المملكة العربية السعودية، ابتداء من يوم الخميس 21جمادى الأولى 1351هـ الموافق للأول من الميزان ويقابل يوم 23 سبتمبر 1932م. ومنذ ذلك الوقت يقوم الشباب والبنات السعوديين بإحياء هذه الذكرى جيلاً بعد جيل.

وجه وزير التعليم فى هذا العام تعميمًا لجميع إدارات التعليم بالمناطق والمحافظات والمدارس السعودية بخارج المملكة السعودية، وتضمن التعميم الذي حصلت "الوثام" على نسخة منه بالاحتفال باليوم الوطني السادس والثمانين لهذا العام 7341 تحت شعار "رؤية وطن.

تحتفل المملكة العربية السعودية في الثالث والعشرين من سبتمبر من كل عام بيومها الوطني تخليداً لذكرى توحيد المملكة

وتأسيسها على يدي جلالة الملك عبد العزيز بن عبد الرحمن آل سعود رحمهم الله ، وهو يوم من ايام التاريخ الخالدة في تاريخ المملكة السعودية بل وفي العالم أجمع .. إذ تنطبق عليه كافة المعايير الموضوعة لقياس نشأة الأمم والشعوب وتأسيس دولها الحديثة .فقد سجل التاريخ في هذا اليوم توحيد المملكة العربية السعودية في إطار ملحمة من البطولة قادها الملك عبد العزيز على مدى اثنين وثلاثين عاماً لتحقيق هذا الحلم الكبير فجمع الشتات ووحد الأجزاء في دولة لها هيبتها وصوتها ومكانتها بين دول العالم.

وتحتفل المملكة في هذا العام بمرور الذكرى السادس والثمانين وفقا للتقويم الميلادي والتاسع والثمانين وفق التقويم الهجري بإنشاء هذه الدولة وعلى سنواتها الحافلة بالعطاء والإنجاز، المليئة بالسواعد الفتية والإرادات القوية التي جعلت من هذه السنوات مجرد محطات للوقوف والتريث و إلتقاط الإنفاس في رحلة قصيرة زمنية قصيرة في عمر التاريخ طويلة بكل مقاييس التطور من حيث أداءها وحجم تقدمها. المملكة العربية السعودية هي أكبر دولة من دول شبه الجزيرة العربية، يحدها شمالا كل من العراق والاردن والكويت، وشرقا الامارات العربية المتحدة و قطر و الخليج العربي، وعُمان من الجنوب الشرقي، واليمن من الجنوب والمملكة مشتملة علىٰ مشاعر كالكعبة فى مكة والمسجد النبوي فى المدينة.

مملكة السعودية واليوم الوطنى حاليا:

أقيمتْ الدولة السعودية الحالية في عام 1902م/1319هـ، بعد أن تمكن آل سعود على رأسهم الأمير عبدالعزيز من استعادة الرياض وتم توحيد غالبية أجزاء شبه الجزيرة العربية التي استولى عليها قوات آل الرشيد، وفي الفترة ما بين عام 1892 و 1902م، وتمكن عبدالعزيز آل سعود من توحيد المناطق التي تقع في جنوب الرياض، ثم انضمت إمارة حائل و إمارة جبل شمر، ثم أعلن عن قيام سلطنة نجد، وكان ذلك في عام 1921م، وفي نفس العام انعقد مؤتمر في الرياض بحضور علماء ورؤساء سلطنة نجد وصدر قرار خلالها باتخاذ الأمير عبدالعزيز آل سعود سلطانا لنجد، فاضطرت الحكومة البريطانية، وبتاريخ 23/9/1932م (21 جمادي الأولى 1351) تم توحيد باقي مناطق السعودية لتصبح تحت مسمى " المملكة العربية السعودية " وفقا لمرسوم ملكي أصدره الملك عبدالعزيز بتحويل الدولة السعودية إلى المملكة العربية السعودية، ولقب عبدالعزيز آل سعود بجلالة ملك المملكة العربية السعودية بتاريخ 23/9/1932م، ومنذ هذا التاريخ أصبح هذا اليوم ذكرى وطنية يحتفل بها جموع مواطني المملكة العربية السعودية شعبا وحكومة.

توكد جمعية اهل الحديث المركزية فى باكستان تاييدها ومساندتها لقرارات المملكة العربية السعودية فى كل مايخدم مصلحة الإسلام والمسلمين، وثمنت جهود المملكة فى الاعتناء بالحرمين الشريفين وخدمة الحجاج والمعتمرين.

وفي هذا العام،حيث سيحتفل الشعب السعودي في اليوم الوطني السادس والثمانين بتاريخ 23/9/2016م الموافق 19من ذي الحجة 1437هـ وسيشهد هذا العام احتفالات عارمة في جميع أنحاء المملكة، حيث بدأت أمانات المناطق بالتحضير لهذا العرس الوطني منذ بداية الشهر استعدادا لاستقبال هذا اليوم الخاص لكل من السعوديين.

العلاقات السعودية مع باكستان:

العلاقات السعودية مع باكستان هي العلاقات الثنائية بين المملكة العربية السعودية و دولة باكستان. هي علاقات تاريخيه ودوليه وثيقة وودية للغاية. وتعتبر هذا العلاقات رائدة وقوية جدا في العالم الإسلامي. وسعت السعودية وباكستان لتطوير العلاقات التجارية والثقافية والدينية والسياسية والاستراتيجية منذ تأسيس باكستان في عام 1947م. باكستان تؤكد أهمية علاقتها مع المملكة العربية السعودية في السياسة الخارجية والسعي لتطوير العلاقات الثنائية لتكون علاقتها اقوى من قبل مع المملكة العربية السعودية. تعتبر المملكة العربية السعودية باكستان أقرب حلفاء المملكة والشعب الباكستاني يفضلون السعودية ولا يرون فيها اي شي سلبي ، و حينما باكستان تملك جيش من اكبر الجيوش في العالم الاسلامى وايضا هي الدولة المسلمة الوحيده التي تملك سلاحا نووية مما جعلها مميزة. انا نوضح هنا الزام عن المملكة العربية السعودية و الباكستانية في مشاريع الأسلحة النووية فى الإذاعة البريطانية في 2013، ولقد تمت الترديد الخبر من قبل حكومة باكستان و الحكومة المملكة العربية السعودية عن هذا الالزام.

وكانت المملكة العربية السعودية واحدة من أقوى المؤيدين لباكستان خلال حروب باكستان مع الهند، وكانت السعودية معارضة فكرة انفصال بنغلاديش عن باكستان عام 1971. و أيضا دعمت السعودية موقف باكستان بشأن النزاع في كشمير، وكذلك خلال حرب الخليج الثانية ارسلت باكستان قوات عسكرية لحماية مكة و المدينة. كانت السعودية وباكستان والامارات من الدول التى تعترف بحكم

امیر محترم پروفیسر سینیٹر ساجد میر حفظہ اللہ کی جامعہ رحمانیہ سیالکوٹ آمد

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانبازؒ محدث سیالکوٹی کی قدیم دینی وعلمی درسگاہ جامعہ رحمانیہ سیالکوٹ میں تکمیل بخاری شریف کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے کہا کہ معاشرہ میں قرآن وسنت سے دوری کی وجہ سے باطل افکار ونظریات پھیل رہے ہیں جس سے معاشرہ بگاڑ اور افراتفری کا شکار ہوتا جارہا ہے۔انہوں نے کہا کہ قرآن وسنت کے مقابلے میں رسمی تعلیمات بے کار اور فرسودہ ہیں۔قرآن وسنت کی نشرواشاعت سے ہی ایسے افکار ونظریات کا خاتمہ ممکن ہے۔قرآن وسنت سے آگاہی بے حد ضروری ہے اور اس پر عمل پیرا ہونا دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی کی ضمانت ہے۔اس لئے قرآن وسنت کو زندہ کرنے کیلئے ایک داعی اور عام مسلمانوں کو اپنے اعمال کو درست کرنا ضروری ہے۔معاشرے میں قرآن وسنت کی دعوت کو عام کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ اگر ہمیں معاشرے کو مزید تباہی سے بچانا ہے تو قرآن وسنت کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہوگا اور اپنے اعمال کو اسی سے سنوارنا ہوگا۔پروفیسر صاحب نے مزید کہا کہ سنت کا مقام صرف انفرادی زندگی میں نہیں بلکہ اسکا ایک وسیع اور ہمہ گیر دائرہ ہے۔عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ صرف ذاتی زندگی کے کچھ اچھے آداب،سنت سے معلوم کئے جاسکتے ہیں۔لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔سنت اور حدیث کا دائرہ کار،انسان کی ذاتی زندگی سے لے کر تمام اجتماعی معاملات پر محیط ہے۔جن میں معاشرت،تجارت،زراعت،عدلیہ،قانون،وصیت،وراثت،حلال وحرام،حدود،تعزیرات،حکومت اور سیاست وغیرہ سبھی کچھ شامل ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق اثریؒ حفظہ اللہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر درس دیتے ہوئے کہا کہ سنت کے سلسلے میں اس بات کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس سنت کو جتنا درجہ دیا ہے اسے اتنا ہی درجہ دیا جانا چاہئے۔اپنے ذاتی ذوق کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ کی بعض سنتوں کی حدود اعتدال کو پامال کرتے ہوئے نہ تو انہیں بہت زیادہ بڑھایا جاسکتا ہے،جس سے بعض دیگر ضروری سنتوں پر عمل کرنا ناممکن ہوجائے اور نہ ہی نیک نیتی سے بعض سنتوں کو غیر ممکن العمل سمجھ کر ترک کیا جاسکتا ہے۔

اس کے بعد امیر محترم پروفیسر ساجد میرؒ حفظہ اللہ نے طلباء میں اسناد تقسیم کیں اور شیخ الحدیث مولانا اثریؒ صاحب کی دعائے خیر سے پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

طالبان في أفغانستان. بعام 1998م، وكانت المملكة العربية السعودية الدولة الوحيدة التي اخذت الثقة الكاملة من قبل رئيس الوزراء" نواز شريف" على قرار باكستان في تفجيرات نووية في منطقة تلال "شاغى". دعمت المملكة العربية السعودية باكستان على مواجهة العقوبات الاقتصادية وتعاهدت المملكة العربية السعودية بتزويد باكستان خمسين الفا برميل يوميا من النفط مجانا لمساعدة على مواجهة العقوبات الاقتصادية. قدمت المملكة العربية السعودية مساعدات دينية وتعليمية واسعة لباكستان، وكانت السعودية مساهما رئيسيا في بناء المساجد والمدارس في باكستان ومن اشهر المساجد التى بنا ها السعودية في باكستان مسجد ملك فيصل في اسلام اباد عاصمة باكستان. و تغير باكستان اسم مدينة ليالبور إلى فيصل آباد لتكريم السعودية. ووضعت باكستان مع السعودية خطط لتوسيع التعاون الثنائى فى مجالات التجارة، والتعليم، والعقارات، والسياحة، وتكنولوجيا المعلومات والاتصالات والزراعة.

اطيب الامانى من جمعية اهل الحديث المركزية على اليوم الوطنى:

تؤكد جمعية أهل الحديث المركزية في باكستان تأييدها ومساندتها لقرارات المملكة العربية السعودية في كل ما يخدم مصلحة الإسلام والمسلمين، وثمنت جهود المملكة في الاعتناء بالحرمين الشريفين وخدمة الحجاج والمعتمرين، وتنكرجمعية أهل الحديث المحاولات الإيرانية الهادفة إلى تسييس فريضة الحج، واستغلالها للإساءة إلى المملكة العربية السعودية ،وما زال يقول رئيس جمعية أهل الحديث المركزية و عضو مجلس الشيوخ الباكستاني، البروفيسور "ساجد مير":

"نحن الشعب الباكستاني إذ نعبر عن فرحتنا بهذه المناسبة الكريمة لنقدر جهود المملكة في حل قضايا المسلمين في مشارق الأرض ومغاربها بقيادة خادمُ الحرمين الشريفين، والجهود المبذولة لخدمة ضيوف الرحمن".

ومزيدا، جمعية أهل الحديث في باكستان كانت تفتخر بمواقف المملكة المشرفة تجاه قضايا الأمة الإسلامية ووقوفها مع الشعب الباكستاني في السراء والضراء خاصة في مساعدة متضرري الزلزال بكشمير والفيضانات بإقليم بلوشستان، مثمنا دور المملكة الخيري والإغاثي ووقوفها مع الشعوب المنكوبة منذ تأسيسها على يد الملك عبد العزيز بن عبد الرحمن آل سعود.،وأن الشعب الباكستاني يعتز بمواقف حكومة خادم الحرمين الشريفين تجاه حل القضايا الإسلامية والعالمية وبالإضافة إلى عنايته الخاصة بالشعب الباكستاني في كل كارثة وأزمة.

ونسأل الله تعالىٰ ان يحفظ المملكة السعودية التى يوجد فيها مشاعرة مقدسة والحرمين الشريفين وأيضا خادم الحرمين الشريفين الملک سلمان بن عبد العزيز حفظهم الله تعالىٰ.

المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

عالم اسلام کے لیے ماڈل اسلامی ریاست

جناب خالد سیال

سعودی عرب دنیا بھر کے مسلمانوں کیلئے مرکز رشد وہدایت ہے اور دنیا کے کسی بھی کونے میں بسنے والے مسلمان کا دل مکہ ومدینہ کیلئے دھڑکتا اور ہر وقت بے قرار رہتا ہے۔ اس کی تمنا ہوتی ہے کہ کب اسے موقع ملے اور وہ اڑ کر مکہ ومدینہ پہنچ کر اپنے دل کو منور کرلے اور اپنی روح کو اطمینان پہنچائے۔ سرزمین حجاز کی طرف سفر ہر دور میں مسلمانوں کیلئے مقدس ترین سفر رہا ہے لیکن جب سے موجودہ سعودی حکومت برسراقتدار ہے، اس سفر کی دشواریاں راحت وسکون میں تبدیل ہوگئی ہیں۔ ایک دور تھا جب سرزمین حجاز کے بدوؤں کی لوٹ مار کی داستانیں زبان زد عام تھیں۔ لیکن جب سے موجودہ سعودی حکومت کے بانی شاہ عبدالعزیز نے انقلاب برپا کرکے وہاں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی اور قرآن وحدیث کے نظام کو عملاً نافذ کردیا تو سعودی عرب نہ صرف امن وامان کا گہوارہ بن گیا بلکہ وہاں کی پتھریلی اور بنجر زمین کے اندر سے اللہ تعالیٰ نے معیشت کے ایسے ایسے اسباب پیدا کردیے جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھے۔ آج اگر سعودی عرب دنیا کے امیر ترین، خوشحال ترین اور پر امن ترین ممالک میں سرفہرست ہے تو یہ اس نظام کی برکات ہیں جو المملکۃ العربیہ السعودیہ کے بانی شاہ عبدالعزیز نے انقلاب کے فوراً بعد نافذ کرنے کا اعلان کردیا تھا۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا اسلام کے فلاحی نظام کی کامیابی پر ایمان ویقین اتنا پختہ تھا کہ وہ اس پر کسی سیاسی مصلحت کا شکار نہ ہوئے اور انہوں نے اپنے متعدد خطابات کے اندر دوٹوک الفاظ میں اس طرح کے اعلانات کیے کہ وہ عام بدوی زندگی اختیار کرسکتے ہیں لیکن کارحکومت میں مصلحتوں کا شکار ہوکر قرآن وسنت کی تعلیمات کی کسی صورت خلاف ورزی نہیں کرسکتے۔ شاہ عبدالعزیز نے اپنی اسلامی حکومت کی بنیاد قرآن وسنت اور عوام الناس کی خدمت کو ٹھہرایا تھا۔ انہیں کامل یقین تھا کہ اس راہ پر چل کر کامیابی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ پھر یہ بات حقیقت ہے کہ چند ہی برسوں میں سعودی عرب دنیا کے خوشحال ترین ممالک میں شمار ہونے لگا اور وہاں جرائم کی سطح زیرو پر چلی گئی۔ آج سعودی عرب نہ صرف عالم اسلام بلکہ پوری دنیا میں واحد ملک ہے جہاں جرائم کا نام ونشان نہیں۔ برسوں میں اگر کوئی اکا دکا واقعہ رونما ہو بھی جاتا ہے تو شرعی حدود کے فوری نفاذ سے دوسروں کو عبرت حاصل ہوجاتی ہے۔

سعودی عرب میں اسلامی نظام حیات کے نفاذ کی برکات سے زمین نے اپنے خزانے اگل دیے اور آج سعودی عرب کا ہر شہری اس نظام کے فیوض وبرکات سے مستفید ہورہا ہے۔ سعودی عرب کے حکمران خاندان نے سرکاری وسائل کو اپنی ذات اور اپنے خاندان تک محدود نہیں کررکھا بلکہ سعودی عرب کا ہر باشندہ ان سے مستفید ہوکر خوشحال زندگی گزار رہا ہے۔ سعودی حکومت نے ملک کی تعمیر وترقی کیلئے دل کھول کر سرمایہ خرچ کیا ہے اور پورے ملک میں عام شہریوں کو وہ تمام سہولتیں میسر ہیں جو شاہی خاندان کو حاصل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی عوام کے دل اپنے حکمرانوں کیساتھ ساتھ دھڑکتے ہیں اور وہ ان کا دل کی گہرائیوں سے نہ صرف احترام کرتے ہیں بلکہ ان کیلئے جان تک قربان کرنے کیلئے بھی تیار رہتے ہیں۔ ایک پرامن، کامیاب اور فلاحی ریاست کی یہ اولین پہچان ہوتی ہے کہ اس کے شہریوں کو یکساں سہولیات اور انصاف میسر ہو اور وہ اپنے حکمرانوں کے عدل وانصاف اور عوامی خدمت کے سبب دل سے ان کا احترام کرتے ہوں۔ اس حوالے سے سعودی عرب ایک ماڈل اسلامی اور فلاحی ریاست ہے، سعودی عرب کے شاہی خاندان کا کوئی فرد اگر جرم کرتا ہے تو اسے بھی اسی طرح قانون کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسے عام سعودی شہری کو۔ سعودی عرب کو اللہ تعالیٰ نے قدرتی وسائل سے مالا مال کررکھا ہے، دولت کی ریل پیل ہے۔ سعودی حکمران ان وسائل پر سانپ بن کر نہیں بیٹھ گئے بلکہ انہوں نے اپنے عوام کو ان وسائل میں حصہ دار بنا رکھا ہے اور عام سعودی شہری تک دولت کی ریل پیل کے اثرات پہنچ رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سعودی عرب نے اپنی حکومت کے خزانے دنیا بھر کے مسلمانوں اور غریب اقوام حتیٰ کہ امداد کے مستحق غیر مسلموں کیلئے بھی کھول رکھے ہیں اور دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی امداد کے مستحق انسانوں کو ضرورت پڑتی ہے تو سعودی عرب سب سے پہلے ان کی مدد کو پہنچ جاتا ہے۔ دنیا میں کوئی بھی ناگہانی آفت آئے، سعودی عرب کے ادارے فوراً حرکت میں آتے ہیں اور اپنے پورے وسائل کیساتھ دکھی انسانیت کی خدمت میں جت جاتے ہیں۔ سعودی حکمرانوں نے عوام کی خدمت کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے بھی کبھی مداہنت سے کام نہیں لیا۔ سعودی تعاون سے دنیا کے کونے کونے میں ایسے ادارے کام کررہے ہیں جن کے قیام کا واحد مقصد اسلام کی تعلیمات کو پھیلانا اور انسانیت کو اسلام کے پیغام امن وآشتی سے آگاہ کرنا ہے۔

سعودی عرب ایک ماڈل اسلامی اور فلاحی ریاست ہے، سعودی عرب کے شاہی خاندان کا کوئی فرد اگر جرم کرتا ہے تو اسے بھی اسی طرح قانون کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسے عام سعودی شہری کو۔

سعودی عرب اور پاکستان کے تعلقات ہمیشہ ایسے رہے ہیں جیسے یہ دونوں ملک جڑواں بھائی ہوں۔ دونوں ممالک کے عوام ایک دوسرے سے ٹوٹ کر محبت کرنے والے ہیں۔ جس طرح پاکستان کے باشندے سعودی عرب کے ساتھ جذباتی وابستگی رکھتے ہیں، ایسے ہی سعودی حکمران اور عوام بھی پاکستان کو اپنا دوسرا گھر سمجھتے ہیں۔ دونوں ممالک میں سے کوئی ایک بھی کسی مشکل میں مبتلا ہو تو دوسرا اس کی مدد کو فوراً دوڑ پڑتا ہے اور اپنا سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے۔ پاکستان پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا، کوئی بحران پیدا ہوا، سعودی عرب کے حکمران اور عوام فوراً مدد کو پہنچ گئے۔ سعودی عرب نے بعض نازک اور حساس معاملات میں بھی کھل کر پاکستان کا ساتھ دیا اور اس بات کی پروا کی کہ اس سے کون راضی ہوگا اور کون ناراض؟ پاک بھارت

باقی صفحہ 24 پر

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا تصورِ سیاست

تحریر: جناب مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ

یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ ایک انقلابی مجدد تھے۔ انہوں نے جس معاشرے میں آنکھیں کھولی تھیں اس کے کسی ایک یا چند گوشوں تک ان کی تجدید' سرگرمیوں اور انقلابی تگ و دو کا دائرہ محدود نہ تھا۔ بلکہ تجدید و انقلاب کا یہ عمل ہر پہلو سے جامع اور ہمہ گیر تھا۔ وہ نصف صدی کی جہد مسلسل اور تگ و دو کے بعد جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو انہوں نے اپنے پیچھے صرف ایک احساس وشعور سے لبریز تحریک ہی نہیں چھوڑی، بلکہ ایک ایسی وسیع و عریض اور مستحکم اسلامی ریاست بھی چھوڑی جو اپنی ذات، اپنے وجود اور اپنی تکنیکی ہیئت کے اعتبار سے سراپا دعوت اور نمونہ حق تھی۔ آپ اس حکومت کے آئینی سربراہ تو نہ تھے لیکن اس کی تشکیل وتعمیر تمام تر آپ کے اصول ونظریات کی بنیاد پر ہوئی تھی۔ آپ نے اگرچہ کوئی ایسی تصنیف نہیں چھوڑی جو آپ کے تصور سیاست کی مکمل طور پر آئینہ دار ہو، لیکن آپ کی انقلابی اور تجدیدی سرگرمیوں کی بنیاد پر استوار کی ہوئی یہ اسلامی ریاست بذات خود ایک کتاب ہے جس کے لوح جہانبانی اور اوراق حکمرانی پر آپ کے افکار و نظریات پڑھے جا سکتے ہیں اور آپ کے تصور سیاست کے خدوخال نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

شیخ الاسلامؒ نے سلسلہ تعلیم کی تکمیل کے بعد اپنی دعوت تجدید و اصلاح کا باقاعدہ آغاز بستی حریملاء سے کیا تھا۔ لیکن اس بستی میں بہت جلد ایسے حالات پیش آئے کہ انہیں اپنا مرکز دعوت بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ انہوں نے شہر عیینہ کا انتخاب کیا۔ حاکم شہر عثمان بن حمد بن معمر کے سامنے اپنی دعوت پیش کی اور بھرپور کوشش کی کہ وہ اس دعوت کی حمایت پر آمادہ و کمربستہ ہو جائے۔ آپ کی کوشش کامیاب رہی، حاکم شہر حمایت پر آمادہ ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے اس شہر اور اس کے اطراف میں پوری مستعدی اور حکومت کی پوری قوت کے ساتھ تجدیدی' اصلاحی اور انقلابی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ شرک کے نشانات مٹا ڈالے، شرعی حدود جاری کیں اور لوگوں کو حلال وحرام کا پابند بنایا۔

الشیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی درعیہ میں آمد

لیکن حالات نے بہت جلد پلٹا کھایا اور شیخ الاسلامؒ کو ایک بار پھر دارورسن تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ شہر عیینہ کی سدھرتی ہوئی سرزمین آپ پر تنگ ہو گئی اور آپ کو وادی بنو حنیفہ کے ایک اور شہر درعیہ میں پناہ لینا پڑی۔ آپ نے اصلاح خلق کا کام یہاں بھی قدم رکھتے ہی شروع کر دیا اور خاصے بڑے پیمانے پر شروع کر دیا لیکن چھپ چھپ کر اور اجنبی نگاہوں سے بچ بچ کر۔ کیونکہ اس بندۂ حق کو اگرچہ بذات خود ابتلاء و آزمائش کی کوئی پروا نہ تھی، لیکن اسے میزبانوں کے لئے امتحان بننا بھی گوارا نہ تھا۔ آخر حکومت خود در دولت پر حاضر ہوئی۔ امیر شہر محمد بن سعود اپنے بھائیوں کی ترغیب سے شیخ الاسلامؒ کی خدمت میں خود نیاز مندانہ تشریف فرما ہوا۔ ٹھیک یہی موقع تھا جب شیخ الاسلامؒ نے اپنی خداداد فراست سے کام لیتے ہوئے اس شخص کے اندر چھپے ہوئے جوہر قابل کی شناخت کر لی اور پوری قوت کے ساتھ اس کے سامنے دعوت توحید پیش کر دی، پھر نجد کی عام پراگندگی وزبوں حالی اور فساد وبدعملی کا دردناک نقشہ کھینچ کر آپ نے بتلایا کہ ان حالات میں ایک "مسلمان حاکم" کے فرائض کیا ہوا کرتے ہیں۔

امیر محمد بن سعود آل سعود کی حمایت

محمد بن سعود جس سے چند لمحات پہلے تک طرح طرح کے اندیشے محسوس کئے جا رہے تھے، شیخ الاسلامؒ کی اس تقریر سے اس حد تک متاثر ہوا کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک کیلئے ان کا اور ان کی دعوت کا طاقت ور ترین دست و بازو بن گیا۔

شیخ الاسلامؒ نے حاکم درعیہ کا تعاون حاصل ہوتے ہی اپنی خفیہ دعوت کو علانیہ دعوت میں تبدیل کر دیا۔ مراکز شرک و بدعات کی بیخ کنی شروع کر دی۔ شعائر اسلام کا احیاء کیا۔ حرام و حلال کی پابندی کرائی، حکومت کے پورے ڈھانچے کا نظم ونسق اسلامی اصولوں پر استوار کیا۔ شرعی حدود کا نفاذ کیا اور زندگی کے جن جن گوشوں میں تبدیلی وتغیر کے لیے حکومت کی طاقت استعمال کرنے کی ضرورت پڑی تو بے دھڑک اس طاقت سے کام لیا۔ چنانچہ آپ ایک عراقی عالم سویدی کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"میں اپنی بستی میں صاحب منصب ہوں' میری بات سنی جاتی ہے اور میں نے اپنے ماتحتوں پر نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا اور دیگر فرائض کا بجالانا ضروری قرار دے رکھا ہے اور انہیں سود، شراب نوشی اور ہر قسم کی منشیات کے استعمال سے روک دیا ہے۔" (الشیخ محمد بن عبدالوہاب لابن حجر قاضی قطر ص ۴۹)

شیخ الاسلامؒ نے اپنی دعوت کے نقطہ آغاز ہی میں اس طرح کے جو اقدامات کئے اور اپنی دعوت کے نشوونما وفروغ کے لئے حاکمانہ اقتدار کے وسیلہ کو جس چستی اور چابکدستی کے ساتھ اختیار و استعمال کیا اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انہوں نے آغاز دعوت کے ساتھ ہی یہ حقیقت محسوس کر لی تھی کہ وہ خدائے واحد کے احکام کی بالادستی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بنیاد پر معاشرے کے اندر جو جامع اور ہمہ گیر انقلاب برپا کرنا چاہتے ہیں اس کی تکمیل اور پائدار بقاء کی توقع ہی فضول ہے، بلکہ اس کے وجود کا تصور ہی بے معنی ہے جب تک کہ سیاسی غلبہ وتفوق کے ذریعہ اس کے نفاذ اور تحفظ کا بندوبست نہ کر لیا جائے کہ ؎

عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد

اس اقتدار کے بغیر ارشاد وتلقین' وعظ وتذکیر اور ہدایت ورہنمائی کے ذریعہ اسلامی خطوط پر اصلاح وتربیت کا کام تو کیا جا سکتا ہے اور ہم مشرب وہم خیال افراد کی ایک بہت بڑی جماعت تو تیار کی جا سکتی ہے اور درحقیقت یہ اسلامی انقلاب کا وہ بنیادی عمل ہے جسے شیخ الاسلامؒ نے ابتداء سے انتہاء تک بہت بڑے پیمانے پر انجام دیا۔ یہی وہ اصل مطلوب ومقصود ہے جس کے لئے اسلامی انقلاب کی کوششیں کی جاتی ہیں لیکن اسلام میں "پورے پورے" طور پر داخل ہونے کیلئے، حدود وتعزیرات سے متعلق

اسلامی احکام وفرائض کی ادائیگی کیلئے تیار شدہ معاشرہ پر کنٹرول کے لئے، اسے داخلی اور خارجی فتنوں سے محفوظ رکھنے کیلئے، حملہ آور طاقتوں کا حملہ روکنے کیلئے اور جماعت کو تحلیل وفنا سے بچانے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ اصلاحی کوششوں سے تیار کی گئی جماعت اپنا اقتدار واختیار اپنے ہی ہاتھوں میں رکھے اور یہ اقتدار جس قدر جلد اپنے ہاتھ میں آجائے دعوت کے فروغ وظہور کے لئے اتنا ہی بہتر ہے۔ غالباً انہی احساسات کے تحت شیخ الاسلامؒ نے عیینہ اور درعیہ میں حکام وقت کو اپنی دعوت پیش کرنے کے سلسلے میں خصوصی اہمیت دی اور ان کی معاونت کو بلا پس وپیش قبول کرتے ہوئے فروغ دعوت اور نفاذ شریعت کے کام میں اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

شیخ الاسلامؒ کے یہ اقدامات بتلاتے ہیں کہ ان کے نزدیک سیاسی غلبہ وتفوق اور حاکمانہ اقتدار و بالادستی دین اسلام کا ایک اہم جزو اور اسلامی شریعت کے بنیادی احکامات کے برپا اور نافذ کرنے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ جس کی حیثیت اسلامی نقشے اور خاکے کے اندر محض ''بھرتی'' کے ایک رنگ کی نہیں بلکہ ایک مطلوب ومقصود ذریعہ کی ہے جس پر اسلام کے بہت سارے واجبات و فرائض کی ادائیگی موقوف ہے۔

شیخ الاسلامؒ کے یہ اقدامات بتلاتے ہیں کہ ان کے نزدیک سیاسی غلبہ وتفوق اور حاکمانہ اقتدار و بالادستی دین اسلام کا ایک اہم جزو اور اسلامی شریعت کے بنیادی احکامات کے برپا اور نافذ کرنے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔

شیخ الاسلامؒ کے نقطہ نظر سے اسلام میں سیاسی اقتدار و بالادستی کی اس حیثیت کی تعیین کے بعد یہ سوال سامنے آتا ہے کہ ان کے نقطہ نظر سے اس اقتدار کا منشا اور مقصد کیا ہے؟ اس سلسلے میں ہم ابھی یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ ان کے طرز عمل سے جو بات اخذ ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ یہ اقتدار بذات خود مطلوب نہیں بلکہ اسلامی شریعت کے نفاذ کا ایک ناگزیر ذریعہ ہونے کی حیثیت سے مطلوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف نے عز و وقار کے اوج کمال پر پہنچ جانے کے باوجود کسی بھی درجہ میں ایک دن کے لئے بھی اقتدار و حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں نہ لی۔ حکومت و سیاست کے تمام مناصب کے لئے اپنے شاگردوں، پیروکاروں اور متبعین میں سے باصلاحیت افراد کو منتخب کیا اور خود وعظ وتلقین اور ارشاد و رہنمائی کا کام انجام دیتے رہے۔ آپ کے مکتوب کے پچھلے اقتباس پر ایک نگاہ پھر ڈال لیجئے! کتنی صفائی کے ساتھ آپ نے واضح کیا ہے کہ میں اپنی حیثیت کا استعمال اپنے ماتحتوں میں احکام شریعت کے نفاذ اور نواہی شریعت سے ممانعت کیلئے کرتا ہوں۔

امیر درعیہ..... محمد بن سعود..... نے جب آپ کی دعوت قبول کرنے اور آپ کا ہر ممکن تعاون کرنے پر آمادگی ظاہر کی تو دو شرطیں پیش کی تھیں: ایک یہ کہ آپ درعیہ چھوڑ کر کسی اور مقام کو اپنا مستقر نہ بنائیں گے۔ دوسری یہ کہ اہل درعیہ سے پھلوں کی پیداوار کے وقت جو ٹیکس لیا جاتا ہے آپ اس سے منع نہ کریں گے۔ یہ لمحہ اگرچہ بہت ہی نازک تھا، امیر عیینہ کے بارے میں یہ تجربہ ہو چکا تھا کہ وہ معاونت کا پرجوش جذبہ رکھنے کے باوجود مالی خسارے ہی کے خوف سے پھسلا تھا اور اب امیر محمد بن سعود نے بھی مالی خسارے سے دستبردار نہ ہونے کی شرط پیش کر کے اس اندیشے کو زبردست تقویت پہنچا دی تھی کہ وہ مادی منفعت کو ہاتھ سے نکلتا دیکھ کر پھسل سکتا ہے اور یہ معلوم تھا کہ امیر محمد بن سعود کے پھسل جانے سے دعوت کی کامیابی کی ایک بہت بڑی راہ مسدود ہو جائے گی۔ لیکن شیخ الاسلامؒ نے دوسری شرط بلا تامل رد کر دی۔ کیونکہ جس ٹیکس پر پابندی نہ لگانے کی شرط رکھی گئی تھی وہ غیر شرعی ٹیکس تھا۔ اس طرح آپ نے ایک مزید ناکامی اور ابتلاء و آزمائش کے امکان کو تو قبول کر لیا لیکن یہ بات ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہ کی کہ اقتدار وحکومت کو مداہنت اور مصلحت ہی کے طور پر سہی اور وقتی طور پر ہی سہی غلط راہ پر چلنے اور غلط راہ سے مال جمع کرنے کی اجازت دی جائے۔

آپ کی زندگی ہی میں بلکہ آغاز دعوت کے چند ہی برسوں بعد مخالفین سے جہاد کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ آپ نے قرآنی آیات کی روشنی میں نہایت باریکی کے ساتھ اس بات کا تجزیہ کیا کہ جن لوگوں نے آپ کی دعوت قبول نہیں کی ان میں کون سے لوگ ایسے ہیں جن سے شرعاً جہاد کیا جا سکتا ہے اور کون سے لوگ ایسے ہیں جن سے جہاد کی گنجائش نہیں.....!! اس تحلیل وتجزیہ کے بعد ہی آپ نے اپنے پیروکاروں کو تلوار اٹھانے کی اجازت دی اور کسی بھی مرحلے میں شریعت کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کی اجازت نہیں دی۔

جہاد میں جو مال غنیمت ہاتھ آتا تھا وہ سب کا سب آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا جاتا تھا، آپ سارے کا سارا مال غنیمت ٹھیک شرعی اصولوں کے مطابق تقسیم کر دیتے تھے اور استحقاق کے بغیر ایک حصہ بھی نہ خود لیتے تھے نہ کسی اور کو دیتے تھے۔

دوران جہاد صلوٰۃ خوف کا ٹھیک اسی طرح اہتمام کیا جاتا تھا جس طرح جناب رسالت مآب ﷺ کے مبارک دور میں ہوا کرتا تھا۔ اسیران جنگ اور زخمیوں کے سلسلہ میں ٹھیک انہی ضوابط پر عمل ہوتا تھا جو شریعت نے مقرر کر رکھے ہیں۔ غرض اقتدار و اختیار اور حکومت و بالادستی کی ساری قوت مکمل طور پر شریعت اسلامی کے تابع تھی کیونکہ یہ قوت بذات خود مطلوب نہ تھی۔ شیخ الاسلامؒ کا یہ طرز عمل واضح طور پر نشاندہی کرتا ہے کہ ان کے نزدیک اقتدار اور حاکمانہ بالادستی کا مقصد کیا ہے؟ اور اس کی حدود کیا ہیں؟ اس طرز عمل کے علاوہ آپ نے اپنے ایک رسالہ میں جو طاغوت کا معنی بیان کرنے کیلئے مستقل طور پر لکھا گیا ہے، طاغوت کی جو تفسیر کی ہے اس سے بھی آپ کا موقف متعین ہو جاتا ہے۔ آپ نے طاغوت کی بڑی بڑی پانچ قسمیں قرار دی ہیں: ① ابلیس، ② وہ حکمران جو ظالم اور اللہ کا حکم بدلنے والا ہو، ③ وہ جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے بغیر حکومت کرے، ④ علم غیب کا مدعی، ⑤ وہ غیر اللہ جس کی پوجا کی جائے۔ اس میں نمبر ② اور ③ سے آپ کے نقطہ نظر کی تعیین ہوتی ہے۔

یہ ہے اسلام کا ٹھیک ٹھیک اور صحیح نقطۂ نظر کو پیش نظر رکھ کر شیخ الاسلامؒ کی کارروائیوں پر نگاہ ڈالئے تو آپ کو کوئی الجھن محسوس نہ ہوگی بلکہ آپ دیکھیں گے کہ شیخ الاسلامؒ نے اس معاملہ میں بھی ٹھیک انہی خطوط پر قدم اٹھائے ہیں جو اسلامی نقطہ نظر سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں۔

دعوت توحید اور تجدید شریعت کا جو کام وہ لے کر اٹھے تھے اسے قبول کرنے سے پہلے بھی محمد بن سعود برسر اقتدار تھا۔ اس کے خاندان کو اس کے اطراف میں کوئی

تین صدی پہلے سے مقبولیت اور عز و وقار حاصل تھا۔ حتیٰ کہ چھوٹے بڑے بہت سے قبائل اس کی خاندانی سیادت و امارت کے زیر سایہ سکون کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ پھر محمد بن سعود نے پہلی ہی ملاقات میں دعوت توحید قبول کر کے اپنی حدود امارت میں اسلامی ضوابط کا نفاذ کر دیا۔ اس طرح ایک ایسا حکمران ثابت ہوا جس کا اقتدار اسلامی نقطہ نظر سے مقصود و مطلوب تھا۔ پھر اس کی زندگی ہی میں اس کی اولاد اور اس کے خاندان کے دیگر افراد نے اسلام کی اشاعت اور دین کی اقامت میں پیش قدمی، اولوالعزمی اور جاں نثاری کے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے اور اس سلسلہ میں امیر عبدالعزیز نے اپنے علم و فضل، زہد و تقویٰ، جہاد و قتال اور سیاسی سوجھ بوجھ کے اعتبار سے ایسا امتیازی مقام حاصل کیا کہ وہ پوری جماعت جس نے شیخ الاسلام کی دعوت تجدید قبول کی تھی، اور وہ سارے اہل الرائے جو اس جماعت کا مغز اور دماغ ہونے کی حیثیت سے اہل شوریٰ تھے، ان کی نگاہیں سربراہی و اقتدار کیلئے اس خاندان کے علاوہ نہ کسی اور خاندان پر پڑ سکتی تھیں اور نہ اس خاندان کے اس فرد خاص..... امیر عبدالعزیز کے علاوہ کسی اور فرد پر پڑ سکتی تھیں۔

چنانچہ بعض حالات میں آل رشید نے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے (جو ابن سعود کی نسبت سے معروف تھے) جب سعودی اقتدار کے دوسرے زوال کے گیارہ برس بعد ۵ شوال ۱۳۱۹ھ، ۱۹۰۲ء کی صبح بالکل ڈرامائی انداز سے چالیس آدمیوں کے ذریعہ ریاض پر قبضہ کر کے آل سعود کی حکومت کا اعلان کیا تو جوش مسرت کا ایک طوفان امڈ آیا۔ اس خوشی میں ریاض اور اطراف ریاض کے باشندوں نے ایسا جشن منایا کہ ریاض کی سرزمین پر چشم فلک نے کبھی ایسا نظارہ نہ دیکھا ہوگا۔ اس کے بعد نجدی رضا کاروں نے آل رشید کے اقتدار کے خاتمے کے لئے جس جاں نثاری و فداکاری کے ساتھ علم جہاد بلند کیا وہ سعودی تاریخ کا ایک بے نظیر باب ہے۔ آل رشید جنہوں نے اپنے خاندان کے علاوہ ترکی و حجاز کی دوہری امداد کی بنا پر آل سعود کو ''سبق'' سکھانا چاہا تھا، آل سعود کے فداکاروں کے بالمقابل بتاشے کی طرح چکنا چور ہو کر پانی کے بلبلے کی طرح فنا ہو گئے۔ آج نجد کے گلی کوچوں میں گھوم پھر کر دیکھو تو ان کا کوئی نام لیوا نہ ملے گا۔

اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ آل سعود کو نجد و اطراف نجد میں ایسا اثر و رسوخ، عز و وقار اور مقام و مرتبہ حاصل تھا کہ قبائل نجد کے لئے اس خاندان کے علاوہ کسی اور خاندان کی حکومت و سیادت قابل قبول نہیں ہو سکتی تھی۔ بلکہ اس طرح کی کوئی بھی کوشش سخت انتشار، فتنے، تفرقے، تصادم اور باہمی خونریزی کا سبب بن سکتی تھی۔ اس لئے شیخ الاسلامؒ نے تشکیل اقتدار کیلئے جو طریقہ کار اختیار کیا تھا وہ نہ اسلام سے متصادم تھا نہ اس کے خلاف، بلکہ اس کے منشاء و روایات اور نظائر کے عین مطابق تھا۔

پھر یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ حکمران کے انتخاب میں شوریٰ کے رجحان اور اس کی حیثیت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ سعودی عرب میں اب بھی شورائیت کا نظام اتنا پختہ اور سربراہ مملکت کے انتخاب سے لے کر پالیسی وضع کرنے تک میں اس کا دخل اس حد تک ہے کہ وہاں کا کوئی ''بادشاہ'' ڈکٹیٹر بننے کا تصور تک نہیں کر سکتا۔ شوریٰ میں کسی قبیلہ اور خاندان کی تخصیص کے بغیر ایسے افراد کو نمائندگی دی جاتی ہے جو اپنے علم و فضل اور دور اندیشی و تدبر میں ممتاز حیثیت رکھتے ہوں۔ بلکہ دیگر ممالک سے آئے ہوئے باصلاحیت افراد کو بھی سعودی حکومت نے شوریٰ، پالیسی ساز اداروں اور اہم ترین مناصب پر فائز کیا ہے۔

بیجا نہ ہوگا کہ اس سلسلے میں خود شیخ الاسلامؒ کی ایک ایسی تحریر کا اقتباس پیش کر دیا جائے جس میں ضمنی طور پر مختصراً ان مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ اہل قصیم کے نام پر اپنے ایک خط کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''میں ہر امام کے ساتھ جہاد کو نافذ مانتا ہوں، خواہ نیک ہو یا بد، اور اس کے پیچھے نماز باجماعت کو درست سمجھتا ہوں اور میں اچھے برے تمام مسلم حکمرانوں کی اطاعت و فرمانبرداری ضروری سمجھتا ہوں تاوقتیکہ وہ اللہ کی معصیت کا حکم نہ دیں اور جو شخص منصب خلافت پر فائز ہو جائے اور لوگ اس پر مجتمع ہو جائیں یا جو شخص بزور شمشیر خلیفہ بن بیٹھے اس کی اطاعت لازم ہو جاتی ہے اور اس سے بغاوت کرنا حرام ہو جاتا ہے۔'' (الشیخ محمد بن عبدالوہاب لابن حجر قاضی قطر ص ۴۷)

خلاصہ یہ کہ شیخ الاسلامؒ سیاست کو دین کا جز ولاینفک سمجھتے تھے۔ وہ اصول و ضوابط، قواعد و کلیات، وسائل و طریقہ کار، اکرام و نوازش، صلح و جنگ و مقاصد ہر اعتبار سے سیاست کو دین اسلام کا پابند بنانے کے قائل تھے۔ ان کے نزدیک سیاسی غلبہ تفوق ایک مطلوب و مقصود امانت تھی لیکن بذات خود نہیں بلکہ اقامت دین کے وسیلہ کی حیثیت سے، وہ زندگی بھر جس اصول پر کاربند رہے اس کی شہادت یہی ہے۔ (واللہ اعلم)

سربراہان مملکت سعودی عرب (۱۹۳۲ تا حال)

نام	عمر	آغاز عہد	اختتام عہد
شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود	۷۶ سال	۲۲ ستمبر ۱۹۳۲ء	۹ نومبر ۱۹۵۳ء
شاہ سعود بن عبدالعزیز آل سعود	۶۷ سال	۹ نومبر ۱۹۵۳ء	۲ نومبر ۱۹۶۴ء
شاہ فیصل بن عبدالعزیز آل سعود	۶۸ سال	۲ نومبر ۱۹۶۴ء	۲۵ مارچ ۱۹۷۵ء
شاہ خالد بن عبدالعزیز آل سعود	۶۹ سال	۲۵ مارچ ۱۹۷۵ء	۱۳ جون ۱۹۸۲ء
شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود	۸۴ سال	۱۳ جون ۱۹۸۲ء	یکم اگست ۲۰۰۵ء
شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود	۹۰ سال	یکم اگست ۲۰۰۵ء	۲۳ جنوری ۲۰۱۵ء
شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود	۷۹ سال	۲۳ جنوری ۲۰۱۵ء	تا حال

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ ایک انصاف پرور حکمران

تحریر
جناب مولانا عبدالستار

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے دور حکومت میں شریعت الٰہیہ کو مکمل طریقے پر حکم وفیصل بنانے کا اہتمام والتزام کیا اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق عملی زندگی گزارنے کو لازم پکڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چہار سو عدل وانصاف پھیل گیا' حقوق کی پاسداری ہونے لگی' راستے مامون ہو گئے اور ملک سے فتنہ وفساد نیست ونابود ہو گیا۔ ان اوصاف کی بدولت ان کا شمار ان انصاف پرور حکمرانوں میں ہونے لگا کہ جن کے روشن کارنامے تاریخ کے صفحات میں ثبت ہیں۔

پے درپے فتوحات حاصل ہونے کے باوجود وہ فتنوں کا شکار نہ ہوئے اور نہ ہی ملک پر مکمل تسلط کے باوجود انہیں ناقابل تسخیر طاقت کا دھوکہ ہوا کہ اپنے مخالفین کے سینوں میں کینہ کپٹ کی آگ بھڑکنے دیتے۔ بلکہ انہوں نے بڑی ہی دانشمندی کے ساتھ اپنے دشمنوں ومخالفین کے دل سے شکست خوردگی کے آثار کو مٹایا اور انہیں اپنا ہمنوا بنانے کی پوری کوشش کی' انہیں اپنے قریب کیا اور ان کی عزت کی۔ ان کے ساتھ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر پوری طرح عامل انسان کا سا رویہ اختیار کیا۔ چنانچہ اس کے مثبت اثرات برآمد ہوئے۔ مخالفین بھی ان کے ہمنوا بن گئے اور ہر عام وخاص کے دل میں ان کی عزت بیٹھ گئی۔ نیز ان کی انصاف پروری کے چرچے ہونے لگے۔

ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کا اس بات پر کامل ایمان تھا کہ انصاف پروری حقیقی زندگی سے کوئی الگ شئی نہیں۔ یا یہ کوئی محض ایسا لفظ نہیں جس کو لے کر لوگ زبانی جمع خرچ کرتے رہیں اور اسے بہتان تراشی اور منافقت کا ذریعہ بنا لیں۔ بلکہ انصاف پروری ان کی فکر ونظر کا محور اور ان کی جد وجہد کا مقصد تھی۔ انصاف پروری پر ان کا ایمان اتنا ہی مضبوط تھا جتنا عقیدۂ توحید اور شریعت اسلامیہ پر۔ وہ یقینی طور پر اس بات سے واقف تھے کہ پہلی اسلامی حکومت جس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ نے رکھی اور جسے آپ کے بعد خلفاء راشدین نے سنبھالا اس میں عدل ومساوات کا ہی بول بالا تھا۔ ان کا اس بات پر بھی یقین تھا کہ انصاف وہیں ہو گا جہاں حق ہو گا اور حق کا وجود بغیر سچائی کے ممکن نہیں۔ ملک عبدالعزیز نے زندگی بھر اپنے جملہ اختیارات میں' اقوال وافعال میں' انصاف' حق پرستی اور سچائی کے مجموعے کو ایک دوسرے سے الگ نہیں ہونے دیا۔ اس کے برعکس آپ منافقت وچاپلوسی سے سخت نفرت کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے ''دو چیزیں ہیں' ان میں سے ایک پر اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور دوسری پر اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ تعریف اس بات پر کرتا ہوں کہ میں گمراہ لوگوں کو ناپسند کرتا ہوں اور وہ مجھے ناپسند کرتے ہیں۔ اور شکر اس بات پر کرتا ہوں کہ اچھے لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق پرستی اور سچائی سے انہیں کس قدر محبت اور نفاق ومنافقین سے کتنی نفرت تھی۔ اسی طرح اپنی رعایا کی خبر گیری کا کتنا خیال تھا۔

ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کی فہم وفراست اور قائدانہ نظر میں انصاف پروری ہی حق ہے۔ چنانچہ حق کے غلبہ اور اس کے برملا اعلان نیز رعایا میں چھوٹے چھوٹے اور علماء وحکام میں بڑے سے بڑے تک جب تک اس کا عملی نمونہ پیش نہ کریں اور اس کا التزام واہتمام نہ کریں' انصاف قائم نہیں ہو سکتا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ملک عبدالعزیز کے پاس ایک قبیلہ کا سردار اظہار طاعت کرنے آیا۔ آپ نے اسے خوب نوازا اور نوازش کا سلسلہ برابر جاری رہا اور آپ برابر اس کی ضیافت فرماتے رہے۔ اس دوران کیا ہوا کہ آپ کو اس کی ایک تحریر موصول ہوئی جو اس نے آپ کے مخالف کو لکھی تھی اور اس میں اس نے آپ سے متعلق غلط سلط باتیں لکھی تھیں۔ مخالف کو آپ کے خلاف بھڑکانا چاہا تھا۔ چنانچہ آپ نے اسے طلب کیا اور پوچھا کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ تم نے کوئی چیز مانگی ہو اور وہ تمہیں نہ ملی ہو۔ جواب دیا کہ اللہ آپ کی عمر میں برکت عطا کرے' میں نے جو مانگا وہ آپ نے دیا۔ آپ نے کہا کہ تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ اور وہ تحریر اس کے سامنے ڈال دی۔ وہ حیران وپریشان ہو گیا اور چاپلوسی کرنے لگا' کہا کہ اے عبدالعزیز! میں اپنی صفائی میں صرف اتنا کہوں گا کہ یہ ایک شیطانی عمل تھا جس سے میں توبہ کرتا ہوں اور اللہ سے اپنے گناہ کی معافی چاہتا ہوں۔ وہ مارے ڈر کے بے چین ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ''ڈرو مت اور دفتر میں جا کر جو بھی تمہاری ضرورت ہو اس کے لیے درخواست لکھ کر دو۔ آئندہ اس طرح کی حرکت نہ کرنا کیوں کہ منافقت انسان کو نقصان پہنچاتی ہے اور اسے چھوٹا بنا دیتی ہے۔''

اس طرح ملک عبدالعزیز نے برائی کا مقابلہ اچھائی سے کیا اور حسن اخلاق کی بہترین مثال پیش کی۔ دوراندیشی' مومنانہ فراست' ایمانداری وسچائی اور پاک طینتی کا مظاہرہ کیا۔ نیز جعلسازی' نفاق اور سستی شہرت سے نفرت کی۔ یہی وجہ ہے کہ عوام نے انہیں اتنا ہی پیار دیا جتنا وہ ان سے محبت کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے: ''میں طاقتور' اللہ تعالیٰ اور اپنے عوام کی وجہ سے ہوں۔ میری رعایا کی گردنوں میں اللہ کی کتاب اور ان کے ہاتھوں میں ان کی تلواریں ہیں' وہ اللہ کے راستے میں مقابلہ کرتے ہیں۔ میرا یہ دعویٰ نہیں کہ وہ اپنی تعداد یا وسائل وذرائع کی وجہ سے مضبوط ہیں بلکہ مضبوط' اپنی ایمانی طاقت کی وجہ سے ہیں۔'' آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے: ''میرے خیال سے لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک اہل حق ہیں جنہیں میں اپنے برابر کا درجہ دیتا ہوں اور ان کے لیے اپنے آپ کو قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔ دوسرے وہ ہیں جن میں خیر وشر دونوں پائے جاتے ہیں' ان کے لیے میری اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ وہ ان کے خیر کو ان کے شر پر غالب کر دے اور ان کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔ تیسرے وہ ہیں جن میں صرف شر پایا جاتا ہے' ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کرتا ہوں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ خود ان کو اور دوسروں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔''

ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حالات زندگی کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ان کی فہم وفراست اور قائدانہ نظر میں انصاف پروری ہی کا دوسرا نام حق ہے۔ چنانچہ حق کے غلبہ اور اس

کے برملا اعلان نیز رعایا میں چھوٹے چھوٹے اور علماء وحکام میں بڑے سے بڑے تک جب تک اس کا عملی نمونہ پیش نہ کریں اور اس کا التزام واہتمام نہ کریں' انصاف قائم نہیں ہو سکتا۔ آپ حق کی تلاش اور عدل وانصاف کی بالادستی میں صرف علماء کی کمیٹیوں اور حکومت کے کارندوں کی رپورٹوں پر اعتماد کر کے ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھے رہتے تھے بلکہ بذات خود رعایا کے حالات کا مشاہدہ کرنے نکل پڑتے اور شہر ودیہات کے لوگوں سے براہ راست جڑے رہتے تھے۔ دور دراز دیہاتوں میں جاتے' پہاڑی وصحرائی راستوں کو تکان اور مشقت کی پروا کیے بغیر بڑی بہادری سے عبور کرتے اور چھوٹے' بڑے' پیدل وسوار کی تمیز کیے بغیر حال چال پوچھتے اور ہر ضرورت مند کی ضرورت پوری کرتے۔

ایک بار ایسی ہی ایک مہم پر نکلے تو صحراء کے دیہات میں سڑک کے کنارے کھڑے ٹرک کے پاس سے ان کی سواری گزری۔ ٹرک کا ڈرائیور بڑی ہی بے چارگی اور مایوسی کی حالت میں کھڑا تھا۔ کتنی ہی گاڑیاں وہاں سے گزری تھیں لیکن کسی نے اس کی پریشانی کا سبب دریافت نہ کیا' لیکن آپ کی حیثیت فرد کی نہیں ایک امت کی تھی' اپنے ڈرائیور کو اس ٹرک کے پاس گاڑی روکنے کے لیے کہا اور ٹرک ڈرائیور سے اس کا نام' کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانا ہے سب معلوم کرنے کے بعد اس کی پریشانی کا سبب دریافت کیا۔ ڈرائیور نے بتایا کہ اس کا پانی اور ایندھن ختم ہو گیا ہے۔ چنانچہ ڈرائیور کو اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے کہا اور ضرورت پوری کرنے کے بعد جب پورا اطمینان ہو گیا تو اپنی منزل کی جانب چل پڑے۔

آپ کی یہ پدرانہ شفقت صرف اپنی ہی رعایا کے لیے خاص نہ تھی بلکہ پوری انسانیت کے لیے عام تھی۔ شفقت ورحمت کے پہلو بہ پہلو حق وانصاف کا جذبہ ہمیشہ موجزن رہتا اور عنایات کا سلسلہ سب کے لیے یکساں جاری رہتا تھا۔

۱۹۴۲ء میں مکہ مکرمہ کے اندر زبردست سیلاب آیا اور مکہ کے مکینوں کو بھاری تباہی سے دوچار ہونا پڑا۔ کسی کا کل سامان اور کسی کا کچھ سامان برباد ہو گیا۔ بہتوں کے ذرائع آمدنی یعنی باغات' گاڑیاں اور مکانات برباد ہو گئے۔ جب آپ کو اس کی خبر ہوئی تو فوراً وزیر خزانہ کو بھاری امداد کا شاہی فرمان جاری کیا۔ تعمیر اور دیگر نقصانات کے لیے رقمیں بدست خود خاص کیں اور نقصانات کا بڑی فیاضی کے ساتھ معاوضہ ادا کیا۔

کمزوروں کی دستگیری' مصیبت زدوں کی غمگساری اور محتاجوں وضرورت مندوں کی راحت رسانی کا خاص خیال رکھتے تھے اور اس بات کو سخت ناپسند فرماتے تھے کہ ان کی نوازشوں کا چرچا کیا جائے۔ آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے: ''بدترین حکام وہ ہیں جو شریعت الٰہی کے مطابق اپنی رعایا پر حکمرانی نہیں کرتے اور بدترین علماء وہ ہیں جو حکمرانوں کی لغزشوں کی نشاندہی نہیں کرتے۔'' مزید فرمایا کرتے تھے: ''بلکہ ہر وہ فرد اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوگا جس نے اللہ' رسول' ائمہ مسلمین اور عوام الناس کے لیے خیر خواہی کا فریضہ ادا نہیں کیا۔ لہٰذا ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ حکمرانوں کی غلطیوں پر انہیں ٹوکے۔ میرا دروازہ سب کے لیے کھلا ہے' میں مظلوموں کو انصاف دلاؤں گا چاہے اس کی زد میں میرے بیٹے یا قرابتدار ہی کیوں نہ آئیں۔''

آپ کا دربار سب کے لیے یکساں کھلا رہتا تا کہ رعایا کے حالات سے باخبر رہا جا سکے' انصاف پروری اور مساوات کے نفاذ میں کوئی چیز آڑے نہ آئے۔ خاص پروگراموں کے موقعہ پر اس بات پر بہت زور دیتے تھے کہ راعی ورعایا کے درمیان دوری سے موقعہ پرستوں کی بن آتی ہے اور انہیں اپنی جائز وناجائز آرزوئیں پوری کرنے کا موقعہ ملتا ہے پھر وہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کی شکل میں پیش کرنے کی سعی بے جا کرتے ہیں۔

ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کی انصاف پروری کی بعض مثالیں:

رعایا میں سے کسی شخص کے پاس کوئی زمین تھی تو آپ نے اس سے وہ زمین چھوڑ دینے کے لیے کہا کیوں کہ آپ کا خیال تھا کہ یہ زمین شاہی گھرانے کی ہے لیکن اس نے یہ زمین چھوڑنے یا اس کی قیمت لینے سے انکار کر دیا چنانچہ اس شہری نے شرعی عدالت میں مقدمہ لے جانے کا فیصلہ کیا۔ آپ نے اپنے مقدمہ کی پیروی کے لیے شیخ عبداللہ بن عبداللطیف کو اپنا وکیل متعین کیا۔ مقدمہ میں غور وخوض کے بعد ریاض کے شرعی قاضی شیخ سعد بن حمد بن عتیق نے فیصلہ صادر فرمایا کہ زمین اس کے مالک کے پاس ہی رہنے دی جائے اور ملک عبدالعزیز اس کے حقدار نہیں ہیں۔ آپ کو جب اس فیصلہ کی اطلاع ملی تو رو پڑے اور فرمایا: ''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے جہنم کی آگ سے بچالیا۔''

ایک دن ایک بوڑھی عورت شاہی محل کے دروازے پر کھڑی ہو کر شکایت کرنے لگی اور کہنے لگی: میرا کوئی بھی نہیں جو میرے حقوق کی پاسداری کرے۔ آپ نے اس کی شکایت سنی تو اسے بلایا اور اس کے ہاتھ سے کاغذات لیے پھر وعدہ کیا کہ وہ خود اس کے مقدمہ کی پیروی کریں گے۔ آپ نے اس کے دلائل کا جائزہ لیا اور مقدمہ شرعی عدالت کے سپرد کیا اور تب تک مقدمہ کی پیروی کی جب تک کہ عدالت نے فیصلہ نہ سنا دیا۔ پھر عورت تک فیصلہ کی خبر پہنچائی اور اسے اس کا حق دلایا۔

آپ کے دربار میں ینبع کا ایک شخص جس پر شہر میں آگ لگانے کا الزام تھا' اپنے خلاف عدالت کے فیصلہ کی شکایت لے کر حاضر ہوا تو آپ نے اس کے مقدمہ میں نظر ثانی کا حکم دیا لیکن دوبارہ بھی فیصلہ اس کے خلاف گیا تو اس نے دوبارہ فریاد کی' آپ نے اس کا معاملہ دوسری کمیٹی جو زیادہ قابل بھروسہ تھی اس کے سپرد کیا جس نے بڑے پیمانے پر معاملہ کی تفتیش کی اور انتہائی باریک بینی سے جانچ پرکھ کی' چنانچہ وہ شخص بری قرار دیا گیا۔ بادشاہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو سابقہ دونوں کمیٹیوں کو جرمانہ بھرنے کا حکم دیا۔ کیوں کہ انہوں نے پوری طرح معاملہ کی تحقیق نہیں کی تھی اور ایک بے گناہ کو مجرم قرار دے دیا تھا۔

حج کے موسم میں آپ کے ایک صاحبزادے گاڑی چلا رہے تھے' بھیڑ زیادہ تھی کہ اچانک ایک لڑکا گاڑی سے ٹکرا گیا اور اس کی موت واقع ہوگئی۔ آپ کو جب اس کی خبر لگی تو فوراً اسے گرفتار کرنے کا حکم صادر فرمایا اور ایک عام فرد کی طرح عدالت میں پیشی ہوئی۔ گواہوں کے بیانوں کی روشنی میں عدالت اس نتیجہ پر پہنچی کہ غلطی مرنے والے لڑکے کی تھی۔ بڑے بڑے لوگوں نے شہزادے کی حمایت کی لیکن آپ نے فرمایا: ''اس میں شک نہیں کہ میرا بیٹا میرے لیے عزیز ہے لیکن ٹکرانے والا لڑکا بھی اپنے ماں باپ کے لیے اتنا ہی عزیز ہے لہٰذا اس کا خون میرے ذمہ ہے۔ شہزادے کے عدالت سے بری ہونے کے فیصلہ کے باوجود آپ کو تشفی نہ ہوئی اور صاحبزادے کی رہائی نہیں ہونے دی جب تک کہ کئی گنا اس کی دیت ادا نہ کر دی۔

سعودی عرب کی چند امتیازی خصوصیات

تحریر: جناب مولانا حافظ عبدالغفار ریحان

23 ستمبر سعودی عرب کا قومی دن ہے۔ 23 ستمبر 1932ء کو موجودہ سعودی حکمرانوں کے والد گرامی شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعودؒ نے نجد، حجاز، احساء، عسیر اور دوسرے ملحقہ علاقوں کو متحد کر کے مملکت سعودی عرب کی تشکیل کی۔ موجودہ دور میں سعودی عرب دین و دنیا کا حسین امتزاج ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے سعودی عرب کو دنیاوی دولت سے مالا مال کیا ہے تو دوسری طرف سعودی حکمرانوں اور عوام میں دینی جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ سعودی حکمران اور عوام دنیاوی دولت کو دینی کاموں اور مسلمانوں کی خدمت میں بے دریغ لٹاتے ہیں۔ سعودی عرب کو دنیا میں ایک ممتاز اور نمایاں مقام حاصل ہے جس کے چند ایک اسباب ہیں:

حرمین شریفین کا وجود:

کفیٰ بالحرمین فخرًا للمملکة العربیة السعودیة حرمین کا وجود سعودی عرب کیلئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ سعودی حکومت بھی حرمین کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھتی ہے۔ تاریخ میں حرمین کی سب سے بڑی توسیع شاہ فہد مرحوم کے دور میں ہوئی اور مسلسل توسیع ہو رہی ہے جب بھی حرمین جائیں تو نئی توسیع نظر آتی ہے۔ سعی والی جگہ نہ صرف ڈبل بلکہ تہہ خانے، گراؤنڈ فلور، دوسری منزل اور چھت پر بھی اللہ تعالیٰ کے مہمان سعی کر سکتے ہیں۔ حرمین میں صفائی کا اعلیٰ انتظام ہے، صفائی کیلئے ہزاروں کارکن ہمہ وقت مستعد نظر آتے ہیں۔ بیک وقت لاکھوں افراد کا ہجوم ہونے کے باوجود آپ کو کہیں کوئی گندگی نظر نہیں آئے گی۔ زائرین حرمین کیلئے پانی، بجلی اور علاج کی سہولت میسر ہے۔ مکہ مکرمہ میں زیر زمین اور پہاڑوں کو چیر کر سرنگوں اور سڑکوں کا جال بچھا کر فاصلوں کو سمیٹ دیا گیا ہے۔ مسجد نبوی کے نیچے چاروں طرف سڑکوں، وضو خانوں اور کار پارکنگ کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔ مسجد نبوی مکمل طور پر اور مسجد حرام کا ایک حصہ ائیر کنڈیشنڈ بنا دیا گیا ہے، اب نماز کیلئے اس قدر وسیع جگہ ہے کہ بیک وقت لاکھوں افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ حرم مکی میں باب الملک عبدالعزیز کے سامنے کئی منزلوں پر مشتمل وقف الملک عبدالعزیز کے نام سے ایک بہت بڑی بلڈنگ تیار ہو چکی ہے جو سعودی حکومت کا عظیم کارنامہ ہے۔ اس کی آمدنی حرمین شریفین کے اخراجات پر صرف کی جائے گی۔ اس عمارت پر ایک بڑی گھڑی نصب کی گئی ہے جس نے یکم رمضان المبارک (۱۴۳۱ھ) سے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ یہ گھڑی نہ صرف آٹھ کلومیٹر دور سے نظر آتی ہے بلکہ صاف ٹائم دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی گھڑی ہے۔ خانہ کعبہ زمین کے عین وسط میں ہے اس لیے پوری دنیا کیلئے معیاری وقت مکہ مکرمہ کی اس گھڑی سے منسلک ہونا چاہیے۔ دینی اور روحانی اعتبار سے بھی بیت اللہ پوری دنیا کیلئے مرکز ہے، اہل کتاب بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اپنا متبوع قرار دیتے ہیں جب کہ شریعت محمدی بھی ملت ابراہیمی کا ہی تسلسل ہے۔ غلاف کعبہ کا عمل زمانہ جاہلیت سے چلا آ رہا ہے اسلام نے اسے برقرار رکھا ہے۔ مختلف ادوار میں مختلف ممالک اور شخصیات کی طرف سے یہ غلاف بیت اللہ کو پہنایا جاتا ہے۔ حضرت مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی قیادت میں بھی مرکزی جمعیت اہل حدیث کو یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ سعودی حکومت کے کچھ عرصہ اقتدار میں بھی یہ غلاف دوسرے ملکوں سے آتا رہا پھر شاہ عبدالعزیز نے غلاف کعبہ کی تیاری کیلئے مکہ مکرمہ میں ہی ایک کارخانہ کا اہتمام کیا جس میں غلاف کعبہ کی مکمل تیاری ہوتی ہے جس پر کروڑوں ریال سالانہ لاگت آتی ہے۔

نصاب تعلیم:

سعودی عرب میں جتنے تعلیمی ادارے ہیں ان میں یکساں نصاب تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا عنصر غالب ہے، مخلوط تعلیم کا تصور تک نہیں۔

اسلام کی نشر و اشاعت:

اسلامی تعلیم کی ترویج کیلئے سعودی حکومت نے ایک طرف ملک کے اندر جامعات، کالجوں اور سکولوں کا جال بچھایا ہوا ہے جہاں اندرون و بیرون ممالک سے طلباء نہ صرف مفت تعلیم حاصل کرتے ہیں بلکہ انہیں معقول وظیفہ بھی دیا جاتا ہے تو دوسری طرف امریکہ، یورپ و ایشیا کی بڑی بڑی جامعات میں مختلف ناموں سے چیئرز قائم کی ہوئی ہیں جن کے ذریعے مؤثر انداز سے دین اسلام کی خدمت ہو رہی ہے۔ دنیا کا شاید کوئی ملک ہو جہاں سعودی حکومت کا قائم کردہ اسلامی مرکز نہ ہو، عالم اسلام میں تو سعودی حکومت کی قائم کردہ مساجد و مدارس کا بچھا ہوا جال ان کی اسلام کے ساتھ وابستگی کا بین ثبوت ہے۔ دنیا کے کسی خطے میں آپ چلے جائیں آپ کو سعودی جامعات کا فاضل نظر آئے گا۔ سعودی حکومت کے خرچ پر دنیا کے مختلف ممالک میں دعوت کا کام کرنے والے مبعوثین کی تعداد ہزاروں سے بڑھ کر ہے۔ شاہ فہد قرآن کمپلیکس بھی دنیا کا ایک اسلامی عجوبہ ہے جو قرآن و حدیث کی خدمت کیلئے بنایا گیا ہے۔ بذات خود اس کی تعمیر پر کروڑوں ریال صرف کئے گئے جب کہ سالانہ لاکھوں کے حساب سے سادہ اور درجنوں مختلف زبانوں میں ترجمہ شدہ قرآن مجید مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔ مختلف قراء کرام کی آوازوں میں قرآن کریم کی تلاوت ریکارڈ کر کے مفت تقسیم کی جاتی ہے، اسی طرح حدیث شریف کی خدمت کا شرف بھی اسے حاصل ہے۔

توحید و سنت کی بالادستی:

سعودی عرب میں بچے کو چونکہ ابتدائی کلاسوں سے توحید و سنت کی تعلیم دی جاتی ہے اس لیے عقیدۂ توحید کی پختگی اور سنت رسول ﷺ سے وابستگی ان کے دل و دماغ میں راسخ ہوتی ہے۔ سعودی عرب میں شرک کا تصور بھی محال ہے، اسی لیے آپ کو پوری مملکت میں کوئی پکی قبر، کوئی مزار، کوئی عرس، کوئی شرک کا اڈا، یا کوئی غیر اسلامی تہوار نظر نہیں آئے گا۔ بلکہ عوام کی طرح شاہی افراد کی قبریں بھی کچی اور بے نشان ہیں جو سنت کے عین مطابق ہے۔

شرک کے مسئلے پر سعودی حکمران اور عوام کسی مفاہمت و مداہنت کے قائل نہیں۔ اسی طرح بدعت کا بھی

سعودی عرب میں نام و نشان نہیں۔ دوسرے ملکوں میں مختلف صورتوں میں جو بدعات پائی جاتی ہیں وہ یہاں نہیں پائی جاتیں۔ جادو، ٹونہ اور غیر شرعی رسم و رواج اور کوئی شرعی عقیدے کے منافی کام کرتے ہوئے پکڑا جائے تو اسے شرعی سزا دی جاتی ہے۔ سعودی عرب میں تو معاملات کیلئے تاریخ بھی ہجری استعمال کی جاتی ہے۔ سعودی حکمران تو فخر سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم سلفی وہابی ہیں۔ ہم ایک اللہ کو ماننے والے، سلف صالحین کے طریقے پر چلنے والے ہیں۔ ہم اس معاملے میں کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔

فقہی مسلک:

سعودی لوگوں میں فقہی و مسلکی تعصب اور حزبی جمود نہیں پایا جاتا، قرآن و حدیث سے براہِ راست مسائل کا استنباط علماء کا شیوہ ہے۔ تمام فقہی مسالک اور ان کے علماء کا احترام پایا جاتا ہے۔ تمام ائمہ کرام کی آراء سے استفادہ کیا جاتا ہے مگر ترجیح قرآن و حدیث کے مطابق رائے کو دی جاتی ہے اور مصلحت عامہ کا خیال رکھا جاتا ہے۔

امن عامہ:

امن عامہ کے اعتبار سے سعودی عرب دنیا کے تمام ممالک میں منفرد مقام رکھتا ہے، چوری، ڈکیتی، لوٹ مار اور قتل و غارت کی وارداتیں بہت حد تک کم ہیں۔ دیگر ممالک میں جس قدر روزانہ جرائم کے واقعات رونما ہوتے ہیں، اس قدر وہاں شاید سالوں میں بھی وقوع پذیر نہ ہوں۔ اس کا سبب قانون کی حکمرانی، حدود اللہ کا نفاذ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام اور سعودی فورسز کی مستعدی ہے۔ نماز کے اوقات میں لوگ دکانیں کھلی چھوڑ کر مساجد کا رخ کرتے ہیں۔ لوگ ہزاروں میل کا سفر بے خوف وخطر کرتے ہیں، انہیں نہ چوری کا ڈر، نہ ڈکیتی کا خطرہ، نہ عدم تحفظ کی پریشانی، بلکہ اللہ پر یقین کے بعد سعودی حکومت کے حفاظتی انتظامات بے مثال ہیں۔ اگر کوئی جرم کر کے بھاگ بھی جائے یا روپوش ہو بھی جائے بالآخر پکڑا ہی جاتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے قانون کی برکت ہے۔ اگر شاہی خاندان کا کوئی فرد بھی جرم کرے تو وہ بھی سزا سے نہیں بچ سکتا۔ اس لیے سعودی عرب میں رہتے ہوئے ہر انسان کو تحفظ کا احساس اور امن و سکون کا اطمینان ہوتا ہے۔ سعودی عرب میں منشیات سے تعلق رکھنے والے کی سزا موت ہے۔

آزاد عدلیہ:

سعودی عرب کی عدلیہ مکمل طور پر آزاد ہے جو قرآن وسنت پر مبنی فیصلے جلد بلاتاخیر صادر کرتی ہے۔ کسی حکمران کو عدالتی معاملات میں دخل اندازی کی جرأت نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی عدالتی فیصلے کی تنفیذ میں تاخیر یا ٹال مٹول سے کام لیا جاتا ہے۔ ہاں البتہ فریقین کے درمیان باہمی مفاہمت اور صلح کیلئے حکمرانوں کی بھرپور کوشش ہوتی ہے تاکہ باہمی رضا مندی سے معاملات طے پا جائیں جس کے دیرپا مثبت اثرات ہوتے ہیں۔ کسی فریق پر دباؤ دھونس ممکن نہیں۔ اسی لیے بہت سارے فریقوں کو آپس کی لڑائیوں کے بعد باہم شیر وشکر ہوتے بھی دیکھا گیا۔

حج کے انتظامات اور حجاج کی خدمت:

حج کے انتظامات اور حاجیوں کی خدمت کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ حج ختم ہونے کے ساتھ ہی اگلے حج کی تیاری شروع ہو جاتی ہے۔ اس حج میں جو کمی یا خامی نظر آتی ہے آئندہ سال اس کو ختم کرنے کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ سڑکوں، پلوں، رہائش گاہوں، ذرائع آمدورفت اور ارکانِ حج کی ادائیگی میں ہر سہولت کی فراہمی ممکن بنائی جاتی ہے۔ سعودی ہوائی اڈوں پر حجاج کی آمدورفت کے مراحل کو بخیر وخوبی بغیر کسی رکاوٹ کے پایہ تکمیل تک پہنچانا جب کہ آسمان پر جہاز پرندوں کی طرح اڑ رہے ہوتے ہیں اور اپنے اترنے کی باری کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر پہاڑوں میں گھرے ہوئے مکہ جیسے شہر میں مقامی رہائشی لوگوں کے ساتھ ساتھ بیرون ملک سے آنے والے لاکھوں انسانوں کے جم غفیر کی محدود وقت، محدود جگہوں میں رہائش، کھانے پینے اور نقل و حرکت کو کنٹرول کرنا سعودی حکومت کا عظیم کارنامہ ہے۔ منیٰ میں کنکریاں مارنے کے دوران کئی بار حادثات ہو جاتے تھے جس سے ہزاروں انسان جاں بحق ہو جاتے تھے، اب جمرات کو پانچ منزلہ کر کے اس مسئلہ کو حل کیا گیا ہے۔ خیموں کو آگ لگنے کے واقعات بھی کئی دفعہ ہو جاتے جس سے جانی اور مالی نقصان ہوتا، فائر پروف خیمے نصب کر کے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا گیا، اس کے باوجود فائر بریگیڈ کا عملہ گاڑیوں، چھوٹی کشتیوں سمیت مکمل ساز وسامان کے ساتھ حج کے دوران مستعد نظر آئے گا۔ مشاعر مقدسہ کے درمیان ٹرین سروس شروع ہو چکی ہے۔ جدہ، مکہ اور مدینہ کے درمیان ٹرین منصوبہ بھی مکمل ہونے والا ہے۔ قربانی کے گوشت کو محفوظ کرنا بھی سعودی حکومت کا بہت عظیم منصوبہ ہے، اس سے قبل اکثر و بیشتر گوشت ضائع ہو جاتا تھا، اب مختلف اداروں اور بینکوں کے ذریعے حجاج کی طرف سے قربانی کے جانور ذبح کرنے کیلئے بڑے بڑے پلانٹ نصب کئے گئے ہیں۔ جہاں قربانی کے جانور ذبح کرنے سے لے کر پیکنگ کے بعد فریز کرنے کا اعلیٰ انتظام ہے۔ پھر یہ گوشت افریقہ، ایشیاء کے مختلف علاقوں کے ضرورت مندوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کی تقسیم ایام تشریق کے دوران ہی شروع ہو جاتی ہے۔ مکہ مکرمہ میں کھانے پینے کی اشیاء کی فراوانی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تیس لاکھ افراد کیلئے ایک وقت میں اگر کم از کم ایک روٹی درکار ہو تو تین وقت کیلئے تقریباً ایک کروڑ کے قریب روٹی درکار ہوگی۔ اسی طرح دیگر ضروریات ٹیلی فون، پانی بجلی، کھانے پینے کی اشیاء، پھل، مشروبات اور علاج معالجے وغیرہ ہر قسم کی سہولت میسر ہوتی ہے۔ نہ قلت کا خطرہ نہ مہنگائی کا ڈر، بلکہ سرکاری طور پر بھی اور بعض اداروں کی طرف سے کھانے پینے کی اشیاء کی مفت فراہمی کا انتظام بھی ہوتا ہے۔ عرفات میں صرف ایک دن حجاج کرام کا پڑاؤ ہوتا ہے اور وہاں پر بھی زندگی کی ہر ضرورت، کھانے پینے کی چیزوں سے لے کر مواصلات، پانی، بجلی، فائر بریگیڈ، دینی راہنمائی کے مراکز حتیٰ کہ بیماروں کیلئے اعلیٰ مشینری اور مکمل عملے سمیت، ہسپتال اور طبی مراکز کا جال موجود ہوتا ہے۔ فضا میں گرمی کی حدت کو کم کرنے کیلئے درختوں کے علاوہ ایسے فواروں کا انتظام کیا گیا ہے جو ہلکی فوار کے ذریعے ماحول کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔

رفاہ عامہ اور انسانی ہمدردی:

اندرون ملک تو عوام کیلئے مواصلات، کھانے پینے کی اشیاء، علاج، تعلیم، معاشی اور دوسری سہولیات کی فراہمی تو ہے ہی، دنیا میں بالعموم اور عالم اسلام میں بالخصوص مصیبت زدہ اور پریشان حال لوگوں کی اخلاقی اور مالی امداد تو گویا سعودی حکومت کا نصب العین ہے۔ ایشیاء

باقی صفحہ 24 پر

لفظ خاتم احادیث کی روشنی میں

تحریر: جناب ابوسیف اللہ

﴿خَاتَمَ﴾ کا مادہ خَتَمَ سے ہے جس کے معنی یہ بنتے ہیں کہ کسی چیز کے آخر کو/انتہا کو پہنچ گیا۔ اسی طرح خَاتَمٌ کے معنی مہر بھی ہیں اور آخر بھی۔ لسان العرب کے مطابق کسی بھی قوم کے خَاتَم اور خَاتِم سے مراد ان میں سے آخری ہوتا ہے: [خِتَامُ الْقَوْمِ وَخَاتَمُهُمْ: اٰخِرُهُمْ] اور خاتِمٌ اور خاتَمٌ نبی کریم ﷺ کے اسماء گرامی میں سے ہیں اور [خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ] یا پھر [خَاتِمَ النَّبِيِّيْنَ] کے معنی بنتے ہیں آخری نبی۔ (لسان العرب)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک نے آپ ﷺ کو ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کہا' اس لیے کہ سلسلہ نبوت جو اس سے پہلے جاری وساری تھا کو آپ ﷺ کی آمد کے ساتھ ختم کر دیا۔ (المفردات)

خاتم النبیین ﷺ کی تفسیر احادیث نبوی سے:

﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کے معنی لغوی اعتبار سے اوپر بیان کر دیئے گئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتَم ہونا یا پھر خاتِم ہونا ایک ہی معنی رکھتا ہے۔ یعنی ان میں سے آخری ہونا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبیوں کے خاتم کے معنی نبیوں کی مہر نہیں بلکہ آخری نبی ہیں۔

[خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ] کے حوالے سے بے شمار احادیث ہیں مگر ان سب احادیث کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں جن میں [خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ] کی تشریح کی گئی ہے یا پھر ایسی احادیث جن میں نبی کریم ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کے نبی کا نہ آنا بیان کیا گیا ہے۔ یہ احادیث اس کثرت سے ہیں کہ متواتر کے درجہ تک پہنچتی ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں اور پھر اسی پر امت کا اجماع ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

پہلی حدیث:

اس میں لفظ [خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ] کی تفسیر زبانِ نبوی سے مروی ہے۔ متفق علیہ روایت ہے:

[اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ قَبْلِیْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ. قَالَ: فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ.] (بخاری: ۳۵۳۵)

یعنی ''میری اور مجھ سے قبل انبیاء کرام کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے ایک گھر تعمیر کیا اور اسے اچھا اور خوبصورت بنایا سوائے کونے کی ایک اینٹ کے۔ لوگ اس کے گرداگرد گھومتے اور (مکان کی تعمیر) کو پسند کرتے اور کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگا دی گئی؟'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔''

دوسری حدیث:

میں لفظ خاتم النبیین کی تفسیریوں کی ہے:

[وَاِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ.] (سنن ابی داود: ٤٢٥٤)

یعنی ''میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر کوئی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے جبکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

تیسری حدیث:

جو مسلم' ترمذی' نسائی کی ہے میں ذکر ہے کہ

[فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ بِسِتٍّ، اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَآئِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ طَهُوْرًا وَّمَسْجِدًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِيُّوْنَ.] (مسلم: ۱۱۹۵)

یعنی ''مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں کی بنا پر فضیلت عطا کی گئی ہے، مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے' مجھ کو (دشمن پر) رعب سے معاونت کی گئی' (جنگوں میں) حاصل ہونے والا مال غنیمت میرے لیے حلال کیا گیا اور زمین کو میرے لیے مسجد اور پاکیزگی کا ذریعہ بنایا گیا اور مجھ کو تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا۔ [وَخُتِمَ بِیَ النَّبِيُّوْنَ] اور میرے آنے پر نبیوں کو ختم کر دیا گیا۔''

یہاں بجائے [خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ] کے [وَخُتِمَ بِیَ النَّبِيُّوْنَ] رکھ کر بتا دیا کہ [خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ] سے مراد نبوت کا خاتمہ ہی ہے نہ کہ کچھ اور۔

وہ احادیث جن میں آپ کے آخری نبی ہونے کا ذکر ہے اور وہ بھی درحقیقت [خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ] کی تفسیر ہی ہیں بہت سی ہیں۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ

[كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَآءَ] (بخاری: ۳۴۵۵)

''بنی اسرائیل میں نبی کے بعد نبی آتا تھا' جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو اس کی جگہ کوئی دوسرا نبی آ جاتا' لیکن میرے بعد نبی نہ آئے گا بلکہ خلفاء ہوں گے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ

[لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ] (مسند احمد، جامع ترمذی)

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

[اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى، اِلَّا اَنَّهٗ لَيْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ.] (بخاری ومسلم)

''کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تم سے میری نسبت وہی ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی؟ مگر بات یہ ہے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے۔''

اور ایک حدیث میں ہے کہ میرا نام عَاقِب ہے اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

[وَاَنَا الْعَاقِبُ، وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ] (مسلم: ٦٢٥١)

اور ایک میں ہے کہ ''نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا مگر مبشرات۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ ''نبوت اور رسالت

منقطع ہو گئی۔''

نیز دس حدیثوں میں ہے: [لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ] یعنی ''میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

اور ایسی احادیث جن میں آپ کو آخری نبی کہا گیا ہے چھ ہیں۔ اس قدر زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا آنحضرت ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنا بینات اور اصول دینی سے انکار ہے۔

[لو عاش ابراهيم لكان نبيا] پر ایک نظر:

ایک اشکال یہ دیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: [لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ نَبِيًّا] ''اگر ابراہیم رضی اللہ عنہ (نبی کریم ﷺ کا بیٹا) زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔'' یعنی اگر سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے تو یقیناً نبی ہوتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کا سلسلہ رکا نہیں۔ وغیرہ وغیرہ

پہلی بات: ان الفاظ سے نبوت کے جاری رہنے کی دلیل لینا انتہائی احمقانہ حرکت ہے' یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے کوئی کہے کہ ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ [الانبیاء: ۲۲] ''اگر آسمان وزمین میں دو الٰہ ہوتے تو فساد ہونا لازمی تھا۔'' اور کوئی دعویٰ کرے کہ اس آیت سے دو الٰہ ممکن ہو سکتے ہیں تو یہ قطعی ممکن نہیں۔ ایسے ہی سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا زندہ رہنا اور نبوت کا جاری رہنا بھی ممکن نہیں۔

دوسری بات: اپنے موقف کے حق میں دلیل کے بطور پیش کرنے کے لیے ہمیشہ صحیح احادیث کو بنیاد بنایا جاتا ہے نہ کہ ایسی احادیث جن کا کچھ سراغ ہی نہ ملے..... پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے۔ سند ہی مکمل نہیں اور پھر جو افراد سند میں مذکور ہیں وہ بھی ضعیف ہیں۔ لہٰذا ایسی کسی بھی ضعیف یا موضوع حدیث کو جس کا کوئی اصل ہی نہ ہو اپنے موقف کے لیے دلائل بنانا بذات خود اس موقف کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نرینہ اولاد کی وفات ہی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا رستہ بند ہو چکا تھا' اگر بند نہ ہوتا تو یقیناً آپ ﷺ کے بیٹے زندہ رہتے۔ اس سے بڑھ کر بخاری کی درج ذیل حدیث کے آخری الفاظ میں وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ آپ کے بعد تو کوئی نبی آئے گا ہی نہیں۔

[وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ، وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ.] (بخاری: ۶۱۹۴)

منزل کی تمنا ہے تو کر جہدِ مسلسل..... خیرات میں جُبّہ و دستار نہیں ملتے

سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ توحید آباد میں

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی کال پر علاقہ گلیات کے اہل حدیث دیوانہ وار جناح کنونشن سنٹر اسلام آباد پہنچے جہاں 21 اگست بروز اتوار اتحاد امت وعظمت حرمین کانفرنس کا انعقاد زیر صدارت سینیٹر علامہ پروفیسر ساجد میر ہوا۔ کانفرنس میں امام مسجد اقصیٰ کے علاوہ کئی اسلامی ممالک کے سفراء اور ملکی مذہبی وسیاسی رہنما شریک ہوئے۔ سب نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے اس بروقت عمل کی از حد تعریف کی۔ مولانا عبدالغفور حیدری' لیاقت بلوچ' پرویز رشید' مولانا محمد احمد لدھیانوی' مولانا اویس نورانی' مولانا سمیع الحق اور دیگر زعماء اس کانفرنس کو وطن عزیز اور دیگر اسلامی ممالک کے لیے انتہائی مفید اور وقت کی اہم ضرورت قرار دے رہے تھے۔ ہر لحاظ سے کانفرنس کی بے مثال کامیابی پر ہر خاص وعام خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ کانفرنس کی اہمیت کے پیش نظر ملکی نمائندگی موجود تھی' شیوخ الحدیث' علماء کرام' زعماء عظام' فلاسفر اور دانشور حضرات کی کثرت نظر آ رہی تھی۔ کانفرنس کے اختتام پر عجب خوشی وشادمانی کا سماں تھا۔ سب امیر جماعت علامہ پروفیسر ساجد میر' ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم' الشیخ علی محمد ابوتراب اور سید عتیق الرحمٰن شاہ اور دیگر رفقاء کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے واپس گھروں کو پلٹ رہے تھے کہ ہمیں مولانا محمد نعیم بٹ سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزیہ کا فون موصول ہوا کہ میں کل 22 اگست بوقت نماز مغرب مرکزی مسجد اہل حدیث توحید آباد علاقہ گلیات میں جماعت کا شکریہ ادا کرنے کے لیے حاضری دوں گا۔ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں' نماز مغرب سے کچھ پہلے ہی مولانا محمد نعیم بٹ اور نائب ناظم مرکزیہ مولانا حافظ محمد یونس آزاد مسجد میں تشریف لے آئے۔ احباب نے پرخلوص استقبال کیا اور نماز مغرب کے فوراً بعد سینئر نائب ناظم اعلیٰ نے مسلک اہل حدیث کی فضیلت واہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کی تشہیر وتبلیغ کی ضرورت پر توجہ دلائی اور اس کے ثمرات سے بھی آگاہ کیا۔ ساتھ ہی تنظیمی استحکام پر زور دیتے ہوئے ہر کارکن کو اپنے فرائض کی انجام دہی کی ترغیب دی۔ قرآن وسنت کی روشنی میں انہوں نے دنیاوی زندگی اور اخروی کامیابی کے گر بھی بتلائے۔ اسلام آباد میں منعقد ہونے والی اتحاد امت وعظمت حرمین شریفین کانفرنس کے مقاصد' ضرورت اور فوائد پر گفتگو کرنے کے بعد انہوں نے علاقہ گلیات سے اجتماعی طور پر شرکت کرنے والی جماعتوں کا شکریہ ادا کیا اور آل پاکستان اہل حدیث کانفرنس کی تیاریاں شروع کرنے کا کہا جس کا اعلان کنونشن سنٹر میں امیر جماعت نے فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کانفرنس عام روایتی کانفرنس نہ ہوگی بلکہ اپنی مثال آپ اور دیگر تمام سیاسی ومذہبی جماعتوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوگی۔ اگر آپ اپنی ذمہ داری پہچانیں اور اس کے لیے تیاری کریں۔ اس پر تمام احباب نے بھرپور شرکت اور محنت کا وعدہ فرمایا۔ دعائے خیر میں مولانا محمد نعیم بٹ نے الحاج میاں فضل حق اور میاں نعیم الرحمٰن طاہر کے لیے مغفرت کی دعا کی اور برخوردار میاں فضل الحق ثانی کے لیے صحت وتندرستی اور ایمان وسلامتی کی دعا کی۔ اس موقع پر مولانا محترم محمد فاروق خاں ناظم مرکزیہ توحید آباد' ایوبیہ' مولانا محمد امتیاز توحید آباد' قاری کامران صاحب خطیب جامع ہل ٹاپ ایوبیہ' قاری محمد شکیل مدرسہ سلفیہ' مولانا محمد آزاد' جامع مسجد میسرہ پسالہ' محمد یاسر خاں صدر AYF توحید آباد اور دیگر ذمہ داران موجود تھے۔

[قولوا خاتم النبيين، ولا تقولوا لا نبي بعده] پر ایک نظر:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول: [قُوْلُوْا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ] ''خاتم النبیین کہو لیکن یہ مت کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' پیش کیا جاتا ہے۔ اس قول کو دلیل بنانے والے بے چاروں کے بھولے پن کو دیکھ کر ہنسی آتی ہے کہ ان کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ ایسی کسی بھی چیز کو بیان کرنے اور دلیل بنانے کے لیے سند کی ضرورت ہوتی ہے۔ نہ کہ کوئی بھی شخص اپنے منہ سے الفاظ نکالے اور اس کو روایت یا حدیث رسول قرار دے کر بیان کرتا چلا جائے۔ ایسے افراد کے لیے نبی کریم ﷺ کی حدیث موجود ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس نے میرے بارے میں جھوٹ بنا کر بیان کیا وہ جہنم میں داخل کیا جائے گا۔''

عجیب بات یہ ہے کہ تیس سے زائد احادیث میں خاتم النبیین کے معنی لا نبی بعدی یا بعدہ کیے گئے ہیں' ان تمام صحیح اور ثقہ احادیث کو پس پشت ڈال کر بے سند اور موضوع روایات واقوال کو بعض لوگ اپنے جھوٹے مذہب کے لیے سہارا بناتے ہیں' ایسی ہی باتیں ہیں جو جھوٹوں کے جھوٹ کو واضح کر کے سامنے لے آتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے تمام طرح کے جھوٹے مذاہب کے پیروکاروں اور ان کے ہتھکنڈوں سے محفوظ ومامون فرمائے۔ آمین!

تحفظ حرمین شریفین اور ہماری ذمہ داری!

رپورٹ: جناب پروفیسر محمد یٰسین ظفر

عرب بہار کے نام سے اٹھنے والی تحریک نے تیونس کے بعد مصر، لیبیا، شام، یمن اور بحرین کو اپنی لپیٹ میں لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے حالات خراب ہوئے۔ خصوصاً مصر، شام، یمن میں حالات نہ صرف خراب ہوئے بلکہ بہت خون ریزی ہوئی جو کہ اب تک جاری ہے۔ اس آگ کی تپش پڑوسیوں تک بھی گئی۔ خصوصاً سعودی عرب اس سے متاثر ہوا۔ بعض نادان اور عاقبت نا اندیش حکمرانوں نے سعودی عوام کو بھی ابھارا کہ وہ بھی بادشاہت کے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ لیکن سعودی عوام نے یکسر اس مطالبہ کو مسترد کر دیا اور یہ حکومتیں بے حد مایوس ہوئیں۔ یمن جس کے لیے سعودی حکومت کی ان گنت عنایات ہیں اور قدم قدم پر مالی، اخلاقی، قانونی امداد شامل ہے۔ اسی یمن میں بعض شر پسندوں نے ایرانی آشیر باد پر علم بغاوت بلند کیا اور اس کا رخ سعودی عرب کی طرف کیا۔ بار بار یہ اعلان کیا گیا کہ وہ بہت جلد حرمین شریفین پر قبضہ کر لیں گے۔ اسی لیے سعودی سرحدوں پر بلا اشتعال یکطرفہ گولہ باری کی گئی اور کئی بے گناہ شہریوں کا قتل کیا۔ ان کی اس شر انگیزی اور ظلم وزیادتی پر سعودیہ نے صبر وتحمل سے کام لیا۔ لیکن جب دن بدن ان کا رویہ اور زیادہ اشتعال انگیز ہوا تو پھر مجبوراً سعودی حکومت نے ان شر پسندوں کے ٹھکانوں پر حملہ کیا اور انہیں پسپا ہونے پر مجبور کیا۔ ظاہر ہے اس کی سب سے زیادہ تکلیف ایران کو ہوئی کیونکہ وہی حوثی باغیوں کی پشت پناہی کرتا ہے۔ لہٰذا اپنی سبکی اور شرمندگی کو چھپانے کے لیے حرمین شریفین میں اپنے دہشت گرد بھیج دیئے جو مختلف وقتوں میں وہاں تخریب کاری کرتے رہے۔ خاص کر گذشتہ حج کے موقعہ پر منیٰ کا حادثہ انہی بدبختوں کی وجہ سے رونما ہوا جس میں سینکڑوں لوگ شہید ہوئے۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں رونما ہونے والے حادثہ کی منصوبہ بندی بھی ان ناپاک لوگوں نے کی۔ مقام شکر ہے کہ اس قدر تخریب کاری اور شر پسندی کے خلاف حکومت سعودیہ نے بروقت کاروائی کر کے ان تمام عناصر کو نہ صرف گرفتار کیا بلکہ بے نقاب کیا اور حرمین شریفین کے امن کو بحال کیا۔ عمرہ اور حج پر آنے والے ضیوف الرحمٰن کو مکمل تحفظ فراہم کیا اور آئندہ کے لیے ایسے اقدامات اٹھائے ہیں کہ کسی کو حرمین شریفین کے امن کو خراب کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ ایران کے مکروہ عزائم بہت واضح ہیں اور وہ اس سال بھی حج کے موقعہ پر دہشت گردی کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے حکومت سعودیہ نے ان پر پابندی عائد کر دی۔

حرمین شریفین (اللہ تعالیٰ ان کی عظمت اور حرمت کو قائم رکھے اور اس میں برکت فرمائے) تمام مسلمانوں کے لیے مقدس اور محترم شہر ہیں۔ کسی کو ان کی حرمت پامال کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس کے لیے ہر غیرت مند مسلمان قربانی دینے کے لیے تیار ہے۔ اپنے ان جذبات کے اظہار کے لیے جگہ جگہ تحفظ حرمین شریفین کانفرنسیں، ریلیاں اور جلوس نکالے گئے۔ سعودی حکومت کو یقین دلایا کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ کٹ سکتا ہے لیکن حرمین شریفین پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

اس ضمن میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے متعدد کانفرنسیں، سیمینارز، کنونشن اور ریلیاں منعقد کیں۔ جن میں عظیم ریلی لاہور میں نکالی گئی۔ جس سے ان لوگوں کو واضح پیغام گیا جو پاکستان کی سرزمین پر حرمین شریفین کے لیے سازشیں کرتے ہیں۔ اب اس تحریک میں مزید توانائی پیدا کرنے کے لیے ایک عظیم الشان اتحاد امت اور عظمت حرمین شریفین کنونشن بتاریخ 21 اگست 2016 کو اسلام آباد میں منعقد ہوا جس کی صدارت علامہ پروفیسر ساجد میر نے کی۔ اس میں پاکستان بھر سے ممتاز علماء مشائخ، سکالرز اور کارکنان کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ جبکہ بہت سارے مہمانان گرامی سفراء اور عمائدین نے بھی رونق بخشی۔

اس کنونشن میں جامعہ سلفیہ کا ایک باوقار وفد بھی شامل ہوا جس کی قیادت راقم الحروف نے کی۔ اس میں جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ، اساتذہ اور طلبہ شامل تھے۔

کنونشن میں مقررین نے واضح موقف اختیار کیا کہ حرمین شریفین تمام مسلمانوں کا قبلہ اور مرکز اسلام ہیں۔ مدینہ منورہ سے دلی وابستگی جزو ایمان ہے۔ لہٰذا کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ حرمین شریفین کو میلی آنکھ سے بھی دیکھے۔ ایسے بدبخت کی آنکھ پھوڑ دی جائے گی۔ حرمین شریفین امن کا گہوارہ ہے۔ یہاں زائرین اور حجاج عبادت اور بندگی کے لیے آتے ہیں۔ لہٰذا ان کے جان ومال آبرو کی حفاظت سعودی حکومت کی اولین ترجیح ہے۔ اس میں رخنہ ڈالنے والے کسی بھی رعایت کے مستحق نہیں۔

عظیم الشان کنونشن نے پورے عزم واستقلال کے ساتھ حکومت سعودیہ کو یقین دلایا ہے کہ ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ کسی بھی ہنگامی صورت حال میں کروڑوں اہل حدیث اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں گے۔ ایک طرف پوری امت مسلمہ مختلف چیلنجز کا مقابلہ کر رہی ہے مگر دوسری طرف شر پسند عناصر مرکز اسلام کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ اب پوری دنیا کے مسلمان جان چکے ہیں کہ سیاہ عبا کے نیچے ملا نہیں شر پسند ہیں' امن نہیں فساد ہے۔ اس لیے وہ ان سے شدید نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور انہیں باور کراتے ہیں کہ باز آجائیں اور اپنی حدود میں رہیں۔ اور بلاوجہ اشتعال انگیزی سے پرہیز کریں۔

مثالی کنونشن میں ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ نے بھی اپنے جذبات کا اظہار کیا اور کہا کہ حرمین شریفین سے ہماری ایمانی وابستگی ہے۔ اس کے لیے ہم ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔ کسی شر پسند کو یہ اجازت نہ دیں گے کہ وہ حرمین شریفین کے تقدس کو پامال کرے۔ انہوں نے خادم الحرمین الشریفین کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور امن کی بحالی پر مبارک باد پیش کی' ان کی جرأت اور حزم وعزم کی تحسین فرمائی اور امید ظاہر کی کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی سمجھتے ہیں اور کسی بھی شر پسند کو حرمین شریفین میں داخلے کی اجازت نہ دیں گے۔

کنونشن سے پرجوش خطاب الشیخ عبدالرحمٰن المعاودۃ نے کیا۔ انہوں نے حالات پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جب پاکستان نے ایٹمی قوت حاصل کر لی اور دھماکے کیے تو نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگے۔ کیونکہ پوری دنیا کے مسلمان اسے اپنی قوت سمجھتے ہیں۔ انہوں نے پاکستانی عوام کی تعریف کی اور فرمایا کہ مذہب سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ کنونشن سے قبلہ اول مسجد اقصیٰ کے امام

وخطیب نے بھی خطاب کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ فلسطین اور بیت المقدس کی آزادی کے لیے پاکستان کی سیاسی اخلاقی حمایت کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ کنونشن کے مہمان خصوصی الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن الغنام نے بھی خطاب کرتے ہوئے خادم الحرمین الشریفین کا سلام پہنچایا اور کہا کہ پاکستان اور سعودی عوام کے دل یکساں دھڑکتے ہیں۔ مقام شکر ہے کہ عالم اسلام کی مشکلات کے حل کے لیے پوری امت اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ انہوں نے پروفیسر ساجد میر، ناظم اعلیٰ حافظ عبدالکریم کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔ ترکی کے مفتی اعظم الشیخ رحیمی یاران نے بھی خطاب کیا اور ترکی کے حالیہ انقلاب پر پاکستانی عوام کے جذبات کی تحسین فرمائی۔ پاکستان میں سعودی سفیر نے بھی مرکزی جمعیت اہل حدیث کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور سعودی موقف کی حمایت پر شکریہ ادا کیا۔ کنونشن سے دیگر علماء نے خطاب کرتے ہوئے حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ ان میں مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا لیاقت بلوچ، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا فضل الرحمٰن خلیل، مولانا اویس نورانی شامل ہیں۔

آخر میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر جناب پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے صدارتی خطاب میں اپنے موقف کا اظہار کیا اور کہا کہ حرمین شریفین کی حفاظت اولین ذمہ داری ہے اور ہم اصولی، قانونی اور ایمانی قوت کے ساتھ یہ مقدمہ پیش کر رہے ہیں۔ وہ شر پسند عناصر جو عالم اسلام میں حالات خراب کر رہے ہیں' اب وہ مسلمانوں کے غیض وغضب سے نہیں بچ سکیں گے۔ انہوں نے سعودی عرب اور بحرین کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ نیز فلسطین اور کشمیر کی آزادی کی تحریکوں کی مکمل حمایت کی۔ انہوں نے آل پاکستان اہل حدیث کانفرنس کے انعقاد کا بھی اعلان کیا۔

.....

بتیہ سعودی عرب کی چند امتیازی خصوصیات

ہو، افریقہ ہو، کہیں بھی مصیبت زدہ لوگ ہوں سعودی عرب نے ہمیشہ دل کھول کر مدد فراہم کی۔ اقوام متحدہ کے عالمی غذائی ادارے فاؤ کو امداد فراہم کرنے والے ملکوں میں سب سے زیادہ امداد فراہم کرنے والا ملک سعودی عرب ہے۔ پاکستان میں ایٹمی دھماکوں کے بعد امریکہ سمیت کفار کی اقتصادی پابندیاں ہوں یا ۲۰۰۵ء کا زلزلہ ہو، سعودی عرب نے ہمیشہ آگے بڑھ کر پاکستان کو سہارا دیا۔ جڑے ہوئے پیدا ہونے والے بچوں کو آپریشن کے ذریعے علیحدہ کرنے کے طبی عمل میں سعودی عرب منفرد مقام رکھتا ہے۔ اب تک بیسیوں ایسے آپریشن ہو چکے ہیں جو سب کے سب کامیاب ہوئے ہیں۔ بلاتفریق مذہب دنیا میں کہیں بھی اس قسم کے آپریشن کی ضرورت ہو تو سعودی حکومت اپنے ہاں بلا کر بے لوث اس کام کو انجام دیتی ہے۔

بین الاقوامی کردار:

دنیا میں بالعموم خیر و بھلائی اور اصلاح کی خاطر وجود میں آنے والے کئی اداروں کا سعودی عرب بنیادی رکن ہے۔ غیر اسلامی نظریات رکھنے والی مختلف اقوام کے ساتھ مکالمہ میں شاہ عبداللہ مرحوم نے بنیادی کردار ادا کیا۔ رابطہ عالم اسلامی کی خدمات اس معاملے میں بالخصوص اور عالم اسلام اور کافر ملکوں میں مسلم اقلیتوں کے معاملے میں بالعموم قابل قدر ہیں۔ ان خدمات میں بھی سعودی حکومت کا بنیادی کردار اور سرپرستی حاصل ہے۔ خادم حرمین شریفین کی انہی عالمی، انسانی، اصلاحی خدمات کی وجہ سے ان کا دنیا کے مقبول ترین لیڈروں میں شمار ہوتا ہے۔

❀❀❀❀❀

بتیہ المملکۃ العربیۃ السعودیہ

جنگوں کے مواقع ہوں یا ایٹمی ہتھیاروں کے معاملات سعودی عرب نے ہمیشہ مدبرانہ کردار ادا کیا۔

پاکستان میں اکتوبر 2005ء کے زلزلہ اور ہر سال سیلاب کے دوران میں سعودی عرب ہی وہ ملک ہے، جس نے سب سے زیادہ امداد کی۔ 2005ء کے زلزلہ کے بعد سعودی عرب کی امداد کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ ابھی تک جاری ہے۔ یہاں تفصیلات بیان کرنے کی گنجائش نہیں، حقیقت یہ ہے کہ جناب سعودی سفیر نے پاکستانی عوام کے دلوں میں جس طرح گھر بنایا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کتنے متحرک، مخلص اور ملک پاکستان اور اس کے عوام کے کتنے ہمدرد ہیں۔

اس وقت پوری دنیا امن وامان اور معیشت کی زبوں حالی کے مسائل سے دوچار ہے۔ دنیا کا کوئی ایسا خطہ نہیں جہاں انسان اپنے آپ کو محفوظ تصور کرتا ہو۔ دوسری طرف پوری دنیا میں اقتصادی اور معاشی عدم استحکام بڑھتا چلا جا رہا ہے اور ہر کوئی معیشت کی تنگی کی شکایات کرتا دکھائی دیتا ہے۔ بظاہر بڑے بڑے ترقی یافتہ ممالک میں بھی اب لوگ بھوک اور افلاس کا شکار ہو رہے ہیں۔ برطانیہ جیسے ملک میں لوگ اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کیلئے اپنے بچوں تک کو فروخت کرنے لگے ہیں۔ ان حالات میں سعودی عرب ایک ماڈل اسلامی اور فلاحی ریاست ہے، جہاں امن وامان کی صورت حال بھی مثالی ہے اور عام شہریوں کی معاشی حالت بھی قابل رشک ہے۔ سعودی باشندوں حتیٰ کہ سعودی عرب میں تارکین وطن تک کو معاشی تنگی کی کوئی شکایت کبھی پیدا نہیں ہوئی۔ تارکین وطن کا ایک ایک مرد اپنی مادر وطن میں بیٹھے ہوئے اپنے خاندان کے درجنوں افراد کی بھی کفالت کرتا ہے اور اسے معاشی تنگی کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ سعودی عرب اسلامی ممالک کیلئے بالخصوص اور باقی دنیا کیلئے بالعموم ایک ماڈل اسلامی ریاست کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کے نظام کو اپنا کر دیگر ممالک بھی امن وسکون اور معاشی استحکام حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے خیال میں تمام اسلامی ممالک کو سعودی عرب کے ماڈل کو اپنا کر اپنے اپنے ملک کو بھی پرامن اور معاشی طور پر مستحکم ملک بنانے سے گریز نہیں کرنا چاہیے اور اس کا نسخہ بڑا آسان ہے۔ مسلم حکمران اپنے ممالک میں اسلامی نظام کو نافذ کر دیں تو اللہ اپنی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے ان پر بھی کھول دے گا۔

OOOOOO

عظمت حرمین شریفین کانفرنس پر مبارکباد

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے زیر انتظام 21 اگست 2016ء کو کنونشن سنٹر اسلام آباد میں ''اتحاد امت وعظمت حرمین شریفین کانفرنس'' کی کامیابی پر دارالعلوم رحمانیہ اڈالاریاں فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کے اساتذہ وطلبہ نے انتہائی خوشی وشادمانی کا اظہار کیا اور کانفرنس کی کامیابی پر امیر محترم پروفیسر ساجد میر اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کی کوششوں اور کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا۔

منجانب: صاحبزادہ شاہد محمود سعیدی' خادم دارالعلوم رحمانیہ اڈالاریاں فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

اخبار الجماعۃ

وہاڑی میں تنظیمی سرگرمیاں

⊙ مؤرخہ 21 اگست 2016ء بروز اتوار مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع وہاڑی کے عہدیداران قاری بلال ثاقب ناظم ضلع وہاڑی' قاری عبداللہ طیب سینئر نائب امیر' احمد علی سیف ناظم تبلیغ' حافظ عامر رشید ناظم مالیات حافظ اسد اللہ اسلم سرپرست سٹوڈنٹس فیڈریشن وجمعیت اساتذہ نے متعدد قریبی گاؤں اور چکوک کا تنظیمی وتبلیغی دورہ کیا۔ ان چکوک کی مساجد کے ائمہ' خطباء' منتظمین' متولیان سے ملاقات کی اور ان کو تبلیغی پروگرام تیز کرنے کے لیے ہفتہ وار دروس کا اہتمام کرنے' بے نمازوں کو وفد کی شکل میں نماز کی دعوت دینے' ہفت روزہ اہل حدیث اپنے نام جاری کروانے کا مشورہ دیا گیا۔ مختلف چکوک میں اساتذہ کو جمعیت اساتذہ میں شمولیت کا مشورہ دیا۔ طلبہ کو منظم کرنے کے لیے سٹوڈنٹس فیڈریشن میں شامل ہونے کا کہا گیا۔ تمام احباب نے وفد کو بھرپور تعاون کا یقین دلایا اور تبلیغی وتنظیمی سرگرمیوں کو تیز کرنے کا وعدہ کیا۔

المرسل: احمد علی سیف' ناظم تبلیغ ضلع وہاڑی

مولانا عبداللہ یزدانی کی آمد

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث بیگم کوٹ کے معروف خطیب مولانا محمد عبداللہ یزدانی یکم ستمبر کو مرکزی دفتر 106 راوی روڈ لاہور میں تشریف لائے۔ جہاں ان کی ملاقات رفقائے دفتر محمد طارق جاوید' شفیق الرحمٰن' عبدالرحیم قریشی اور دیگر کے ساتھ ہوئی اور مولانا محمد نعیم بٹ سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزیہ سے فون پر گفتگو ہوئی جس میں انہوں نے کہا کہ مولانا یزدانی جماعت کے پرانے ساتھی رہنما اور خطباء میں سے ہیں اور ہم آئندہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ وہ جماعت کے لیے بھرپور کام کریں گے۔ ان شاء اللہ!

منجانب: محمد طارق جاوید' ناظم دفتر جمعیۃ اساتذہ پاکستان

درس بخاری شریف

⊙ مرکز منہاج الاسلام اہل حدیث نہر کنارہ غوثیہ کالونی (منٹھار روڈ) نیو ایئر پورٹ روڈ سٹی رحیم یار خاں میں درس بخاری شریف میں کتاب العلم کے تکمیل کے پرمسرت موقعہ پر 26 اگست 2016ء بروز جمعہ بعد نماز عصر درس حدیث منعقد ہوا جس میں مولانا حافظ محمد اسلم حنیف حفظہ اللہ ناظم ضلع رحیم یار خاں نے بڑے ہی احسن انداز میں محققانہ وناصحانہ خطاب فرمایا۔ پروگرام خطاب وحاضرین وشرکاء کے اعتبار سے کامیاب ہوا۔

صاحبزادہ حافظ ثناء اللہ شاہد قصوری' خطیب ومہتمم مرکز ہذا

سالانہ ختم نبوت کانفرنس

⊙ ایبٹ آباد شہر کے وسط میں مؤرخہ 28 اگست 2016ء بروز اتوار ایک عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں ملک بھر سے عظیم مذہبی سکالرز وعلماء کرام وخطبائے عظام نے شرکت کی۔ جن میں مولانا پروفیسر عبدالرزاق ساجد' الشیخ جمیل الرحمٰن' قاری صہیب احمد میر محمدی' مولانا قاری بنیامین عابد' مولانا نعیم الرحمٰن شیخوپوری' مولانا احمد حسن ساجد' حافظ فیصل افضل شیخ' حاجی محمد یعقوب (گوجرانوالہ) اور دیگر نے بھرپور شرکت کی۔ کانفرنس کا آغاز قاری عبدالقادر شاہ کی تلاوت سے ہوا جس کے بعد حمد ونعت ایک ننھے طالب علم حسن نواز نے پیش کی۔ اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ تمام مقررین نے احسن انداز میں شاندار خطابات فرمائے۔

ناظم نشر واشاعت مرکزی جمعیت اہل حدیث ایبٹ آباد

اپیل برائے دعائے صحت

⊙ مولانا عطاء الرحمٰن شیخوپوری کی اہلیہ محترمہ کافی علیل اور صاحب فراش ہیں' ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین!

منجانب: حافظ ثناء اللہ شیخوپوری

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

گولڈن

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

0300-6430739
055-4213430

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبرز: 055-4212804,4226706-0300-6430029

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعائیت

پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماہر مکینک)

سپر سٹار

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

جناب پروفیسر سعید کلیروی کو صدمہ

⊙ گذشتہ دنوں جناب پروفیسر سعید کلیروی صاحب کا جواں سال بھانجا وفات پا گیا۔ آبائی گاؤں کلیر میں مولانا کلیروی صاحب نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب جماعت متوفی کی مغفرت اور رفع درجات کے لیے دعا فرمائیں۔

شریک غم: محمد نعیم بٹ۔ گوجرانوالہ

نفاذ اسلام پروگرامز

⊙ اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل عارفوالہ کے زیر اہتمام پہلا نفاذ اسلام پروگرام 12 اگست بمقام چک نمبر 359/E.13، دوسرا پروگرام 19 اگست چک 70/E.B، تیسرا پروگرام 26 اگست بمقام چک 86/E.B، چوتھا پروگرام 2 ستمبر 88/E.B میں منعقد ہوا۔ تمام پروگرامز زیر صدارت قاری محمد بلال شاد صدر AYF تحصیل عارفوالہ منعقد ہوئے اور پروگرامز کے مقررین قاری ضیاء الرحمٰن ظہیر آف وہاڑی اور مناظر اسلام حافظ عبدالعزیز ربانی تھے۔

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت AYF تحصیل عارفوالہ

روحانی اجتماع

⊙ مرکز منہاج الاسلام اہل حدیث نیو ایئر پورٹ روڈ نزد وائرلیس پل سٹی رحیم یار خاں میں ترجمہ کلاس کا تیسرا پارہ مکمل ہونے کے پر مسرت موقعہ پر روحانی اجتماع منعقد ہوا جس میں فضیلۃ الشیخ مولانا حافظ ثناء اللہ الزاہدی ضلعی امیر نے تربیتی، اصلاحی، روحانی، درس قرآن ارشاد فرمایا اور اس پروگرام کو خوب دعاؤں سے نوازا۔

صاحبزادہ حافظ ثناء اللہ شاہد قصوری، خطیب و مہتمم مرکز ہذا

چھپ گئی — نام ہی کافی ہے — چھپ گئی

حضرت مولانا صاحبزادہ برق التوحیدی صاحب کی مایہ ناز کتاب

آفتابِ بخارا

تحقیق مزید اور اضافات جدیدہ کے ساتھ چھپ گئی ہے

جسے بعض محسنین کے تعاون سے مدارس سلفیہ (للبنین) کے شیوخ الحدیث طلبہ صحیح بخاری اور لائبریری کے لیے ہدیہ کیا جا رہا ہے۔

تقاریظ

شیخ الحدیث پیر محمد یعقوب قریشی رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ امجد صاحب چھتوی حفظہ اللہ

شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز صاحب علوی حفظہ اللہ

شیخ الحدیث حافظ عبدالستار صاحب حماد حفظہ اللہ

خواہش مند حضرات مدرسہ کے لیٹر پیڈ پر شیخ الحدیث صاحب کے زیر دستخطی طلب بخاری کی فہرست پر حسب ذیل پتہ جات سے حاصل کر سکتے ہیں:

◉ ڈویژن راولپنڈی، اسلام آباد	چوہدری محمد اسلم صاحب چیمہ ناظم اعلیٰ مرکزیہ توبہ اسلام آباد	فون: 0300-6561523
◉ ڈویژن ملتان	جناب ڈاکٹر حافظ نصر اللہ خاں صاحب مجاہد	فون: 0302-3736449
◉ ڈویژن فیصل آباد	شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل صاحب ماموں کانجن	فون: 0301-7062822
◉ کراچی واندرون سندھ	جناب ڈاکٹر عبدالحی صاحب مدنی	فون: 0300-2170713
◉ باقی علاقہ جات کے لیے	صاحبزادہ برق التوحیدی صاحب	فون: 0301-7297173

نوٹ:- بذریعہ ڈاک منگوانے پر ڈاک خرچہ منگوانے والے کے ذمہ ہوگا۔

منجانب:- تقسیم کندگان

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ — مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ''جوہر نایاب'' تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

حدیث انسائیکلوپیڈیا اُردو

سُنن نسائی

4 جلدوں پر مشتمل

امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی

(215-303ھ)

رعائتی قیمت اعلیٰ ایڈیشن -/2600 روپے | رعائتی قیمت عام ایڈیشن -/1900 روپے

تقدیم:

فضیلۃ الشیخ مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

سُنن ترمذی

4 جلدوں پر مشتمل

الإمام الحافظ محمد بن عیسیٰ الترمذی

(200-279ھ)

رعائتی قیمت اعلیٰ ایڈیشن -/2600 روپے | رعائتی قیمت عام ایڈیشن -/1900 روپے

تقدیم:

محدث العصر فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

فاضل جامعۃ الإمام محمد بن سعود الإسلامیۃ (ریاض)

خصوصیات

- ★ کبار علما کی کمیٹی کا حدیث نبوی کے ایک اہم مصدر کا رقم کردہ مستند ترجمہ، تخریج اور تشریح
- ★ عربی متن کی تصحیح کا خصوصی اہتمام
- ★ ہر حدیث کا سلیس اور بامحاورہ ترجمہ
- ★ حدیث نبوی سے ماخوذ احکام ومسائل کی عمدہ تشریح
- ★ اہم حدیثی، فقہی اور علمی فوائد کا تذکرہ
- ★ ہر حدیث اور اثر کی تخریج اور صحت وضعف کا حکم
- ★ احادیث کی ترقیم (نمبر شمار) کا اہتمام

(عربی متن، اُردو ترجمہ، تخریج وتحشیہ)

تیار کردہ

مجلس علمی دار الدعوۃ

اشراف، مراجعۃ وتقدیم

ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبدالجبار الفریوائی

استاذ حدیث جامعۃ الإمام محمد بن سعود الإسلامیۃ (ریاض)

تقدیم

محدث العصر فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

فاضل جامعۃ الإمام محمد بن سعود الإسلامیۃ (ریاض)

4 جلدوں پر مشتمل

امپورٹڈ کاغذ | اعلیٰ طباعت | خوبصورت سرورق

رعائتی قیمت اعلیٰ ایڈیشن -/2600 روپے | رعائتی قیمت عام ایڈیشن -/1900 روپے

مکتبہ بیت السلام

لاہور
ریاض

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

Tel: 042-37361371, 37320422

Cell: 0321-9350001

کتاب وسنت کی اشاعت کا معیاری ادارہ

چلو چلو فیصل آباد چلو

اہل حدیث یوتھ فورس پنجاب کے زیر اہتمام

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے

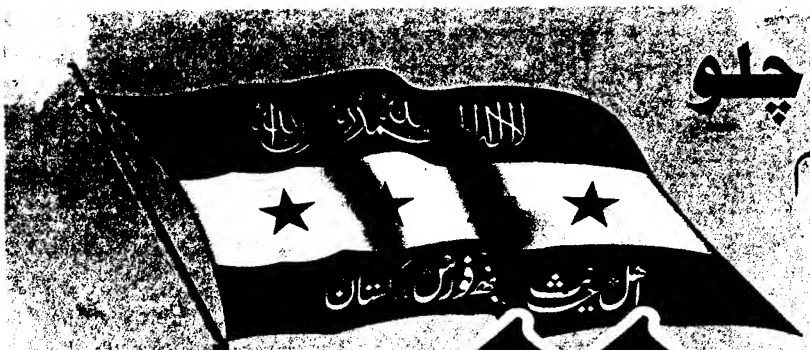

ختم نبوت کانفرنس

صلی اللہ علیہ وسلم

ان شاء اللہ

پانچویں سالانہ

آل پنجاب

عظیم الشان

زیر امارت

قائد اہل حدیث

پروفیسر علامہ ساجد میر صاحب

حفظہ اللہ

صدر

امیر مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان

بتاریخ

5 نومبر 2016 ہفتہ فیصل آباد

زیر نظامت

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر مولانا حافظ عبدالکریم صاحب

حفظہ اللہ

MNA

ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان

جناب محترم

ذاکر الرحمن صدیقی صاحب

صدر

اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان

قائدین جماعت اور ملک کے نامور علماء کرام خطابات فرمائیں گے

(امیر گرامی)

محترم فیصل افضل شیخ

امیر اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان

محترم حافظ محمد عمران تبسم

صدر اہل حدیث یوتھ فورس پنجاب

محترم حافظ منظور الٰہی

ناظم اہل حدیث یوتھ فورس پنجاب

ادارہ الدار العثمانیہ الخیریہ

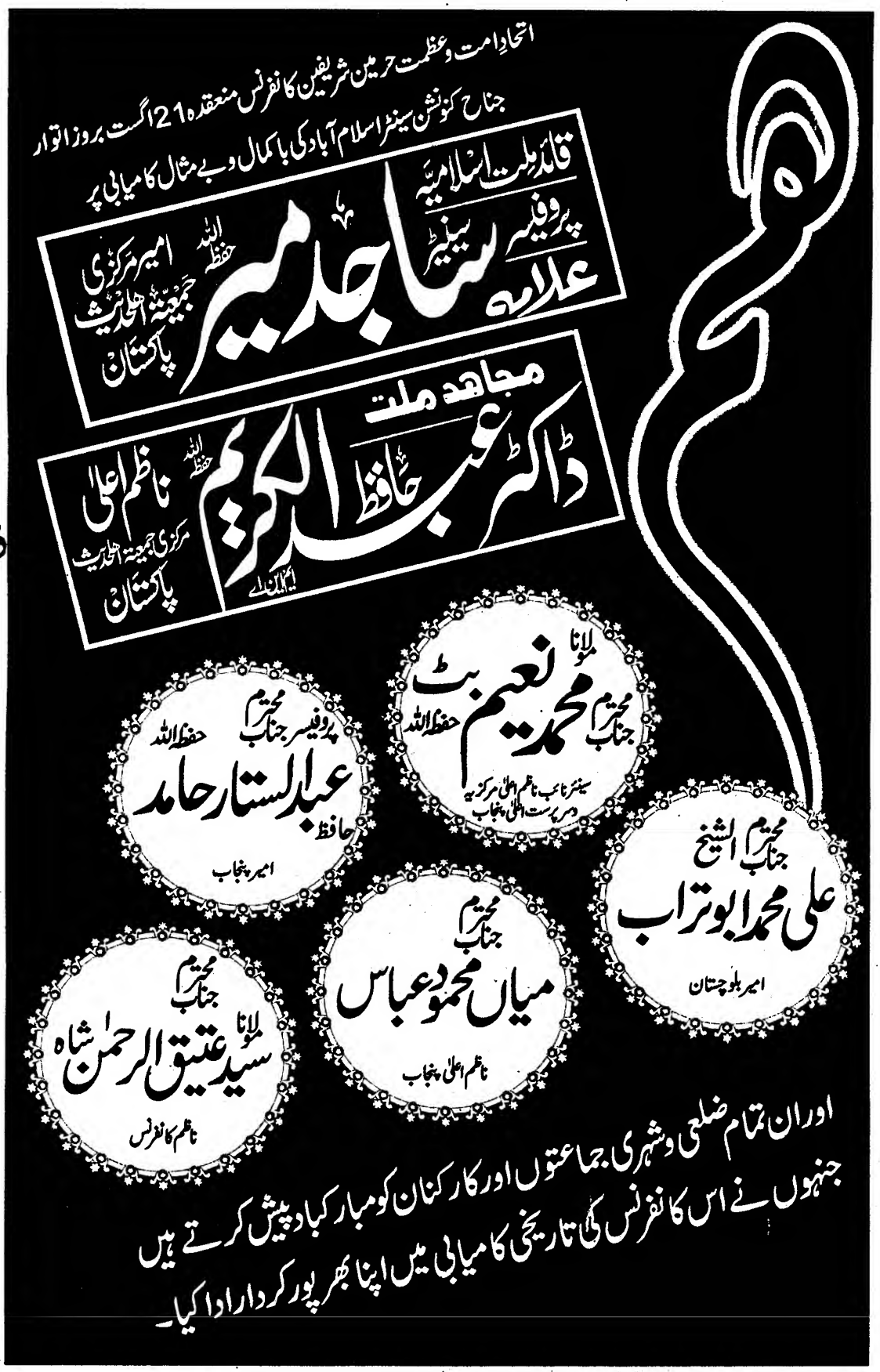

علامہ ساجد میر
قدم بڑھاؤ
ہر غیور اہل حدیث
آپ کے ساتھ ہے۔

ڈاکٹر حافظ عبدالکریم
قدم بڑھاؤ
ہر غیور اہل حدیث
آپ کے ساتھ ہے۔

منجانب
عبدالرحمٰن عظیم مغل
مرکزی جمعیت اہل حدیث
سٹی گوجرانوالہ

مجاہد ختم نبوت

محترم جناب حاجی مہر حفظ اللہ

محمد طارق ڈاہر

نائب صدر اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان

ممبر میونسپل کمیٹی چنیوٹ

کو مرکزی کابینہ کے اجلاس میں اکثریتی رائے سے

ناظم انتخابات

برائے اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان منتخب ہونے پر

مبارکباد پیش کرتے ہیں

اور امید کرتے ہیں کہ آپ اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے تنظیمی معاملات کو بہتر انداز میں آگے بڑھائیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز!

عبدالوحید عاصم
نائب صدر اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان
0300-6056453

محمد وحید الزمان رند
ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان
سینئر نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل چنیوٹ
0321-3002015

Weekly **AHL- E - HADITH**

CPL No 116

106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org

Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith 042-37720257
Paigham T.V: 042-37722876

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا

بمناسبة اليوم الوطني

نتشرف بتقديم أسمى آيات التهاني والتبريكات إلى حضرة خادم الحرمين الشريفين

الملك سلمان بن عبدالعزيز آل سعود

رائد مسيرة الخير والعطاء

وإلى حضرة صاحب السمو الملكي

الأمير

محمد بن نائف بن عبدالعزيز آل سعود

ولي العهد والنائب الأول لرئاسة مجلس الوزراء

وإلى حضرة صاحب السمو الملكي

الأمير

محمد بن سلمان بن عبدالعزيز آل سعود

ولي ولي العهد والنائب الثاني لرئيس الوزراء ووزير الدفاع

وإلى الشعب السعودي النبيل

سائلين الله تعالى أن يديم عليهم

نعمة الأمن والاستقرار

جمعية اهل الحديث المركزية باكستان